www.KitaboSunnat.com

قواعد الضبط

للقرآن الکریم

قرآن کریم کی (علامات اور نشانات، حرکات وسکنات، مدوشد وغیرہ) کے قواعد وضوابط پر ایک منفرد فنی تحریر جو قرآنِ کریم کے کلمات کے صحیح تلفظ اور دُرست کتابت میں معاون اور مُفید ہے

افادات
حضرت مولانا قاری عبد الملک صاحب مدظلہم
شیخ التجوید والقراآت جامعہ دار العلوم کراچی

مرتب
مولانا قاری خلیل الرحمٰن صاحب
استاذ جامعہ دار العلوم کراچی

ادارۃ المعارف کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قَوَاعِدُ الضَّبْطِ

للقرآن الکریم

قرآنِ کریم کی (علامات اور نشانات، حرکات وسکنات، مدوشدوغیرہ) کے قواعد وضوابط پر ایک منفرد فنی تحریر جو قرآنِ کریم کے کلمات کے صحیح تلفظ اور درست کتابت میں معاون اور مفید ہے۔

افادات

حضرت مولانا قاری عبدالملک صاحب مدظلہم

شیخ التجوید والقراآت جامعہ دارالعلوم کراچی

مرتب

مولانا قاری خلیل الرحمٰن صاحب

استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

اِدَارَةُ الْمَعَارِف کراچی ۱۴

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

باہتمام : محمد مشتاق شتی
طبع جدید : شوال ۱۴۳۱ھ - اکتوبر ۲۰۱۰ء
مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر : ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

فون: 021-35032020، 021-35123161
موبائل: 0300 - 2831960
ای میل: imaarif@live.com

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف	:	ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
مکتبہ معارف القرآن	:	ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم	:	جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
ادارہ اسلامیات	:	اردو بازار کراچی
دارالاشاعت	:	ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ا
قرأت اکیڈمی	:	الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
مکتبہ العارفی	:	نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ گذشتہ سال ۱۴۲۹ھ میں جامعہ دار العلوم کراچی میں قسم القراءات کے طلبہ کی پہلی جماعت دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوئی۔ جنہوں نے درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ تجوید اور قراءاتِ عشرہ بطریقِ شاطبیہ ودرّہ کی بھی تکمیل کر لی تھی۔ تو رئیس الجامعہ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم (مفتیٔ اعظم پاکستان) کی ہدایت پر ’’تخصص فی القراءات وعلوم القرآن‘‘ کا اجراء ہوا اور حضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی صاحب مدظلہم جو دار العلوم کراچی کے شعبہ قسم القراءات کے نگران بھی ہیں، کے مشورے سے دو سالہ نصاب بھی طے ہوا۔ سالِ اول میں ایک گھنٹہ قرآن کریم کے رسم اور ضبط سے متعلق خاص کیا گیا، رسم کے لئے تو ’’دلیل الحیران‘‘ اور ’’إیضاح المقاصد‘‘ کا تقابلی جائزہ تجویز ہوا اور ضبط کے لئے حضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی صاحب مدظلہم کے مشورہ سے ’’سمیر الطالبین‘‘ کو بنیاد بنا کر کام شروع کر دیا گیا، اور بندہ کے پاس ضبط سے متعلق ضروری کتب کا ذخیرہ موجود ہے (فللّٰہ الحمد)، چنانچہ سمیر الطالبین فی رسم وضبط الکتاب المبین لعلی محمد الضباعؒ کے ساتھ ساتھ دوسری کتبِ ضبط (خصوصاً دلیل الحیران شرح مورد الظمآن: لابراھیم بن احمد المارغنی التونسیؒ، سفیر العالمین: للدکتور اشرف محمد فواد طلعت، ارشاد الطالبین الی ضبط الکتاب المبین: لمحمد سالم محیسن، الطراز علی ضبط الخراز: للإمام التنسی وغیرہ) سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفادہ کر کے قواعدِ ضبط پر ایک تحریر تیار کی گئی، اس تحریر کی روشنی میں طلبہ تخصص کو علم الضبط کی ہر بحث کا خلاصہ لکھوایا گیا، اور ساتھ ساتھ "مجمّع الملك فهد بن عبد العزيز" کے شائع شدہ قرآن کریم کے دو نسخوں سے باقاعدہ قواعدِ ضبط کا اجراء بھی کرایا گیا، روایتِ حفصؒ کے مطابق چھپے ہوئے نسخے سے، مشارقہ کے مذہب کے مطابق اجراء کرایا گیا، جبکہ روایتِ ورش کے مطابق چھپے ہوئے نسخے سے مغاربہ کے مذہب کے مطابق اجراء کرایا گیا۔

اس طرح الحمدللہ اُردو میں ضبط پر ایک مفید کام ہو گیا۔ اور میری معلومات کے مطابق اُردو زبان میں قواعدِ علم الضبط پر باقاعدہ کوئی تصنیف نہیں ہے، (البتہ پروفیسر حافظ احمد یار صاحب کا ضبط کے موضوع پر بڑا معلوماتی مضمون ہے جو ان کی ایک تصنیف کا جزو ہے، لیکن قواعدِ ضبط کے لئے ناکافی ہے) لہٰذا بنامِ خدا اس تحریر کو شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، تاکہ "تخصص فی القراءات وعلوم القرآن" میں داخلہ لینے والے جدید طلبہ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اور دوسرے اہلِ علم کے سامنے بھی اس فن کی ضروری باتیں آجائیں۔

علم الضبط کا تعلق چونکہ دیکھنے سے ہے اور بندہ معذور ہے۔ حق تعالیٰ نے عزیزم مولوی خلیل الرحمٰن سلّمہٗ کو اس کام پر میرے ساتھ لگایا، جنہوں نے دلجمعی، شوق اور لگن سے میرے ساتھ کام کیا۔ حق تعالیٰ ان کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور دین پر عمل اور خدمت کے لئے موفّق فرمادے۔ آمین

آخر میں اہلِ فن سے گذارش ہے کہ اس تحریر میں اگر کوئی فروگذاشت پائیں تو مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ اس کی اصلاح کردی جائیگی۔

والله هوالموفق والمعين

(حضرت قاری) عبدالملک (صاحب مدظلہم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم الضبط

مقدمہ

لغوی تعریف:

"بلوغُ الغایةِ فی إحکامِ حفظِ الشیء"

(خوب پختہ یاد کرنا)

یُقال: ضَبَطَ الکتابَ إذا أحکَمَ حفظَه بما یُزیلُ عنه الإشکال، ویرادبه الشکل۔

یعنی کتاب پر اِعراب لگانا اس طور پر کہ حروف کے پڑھنے اور یاد کرنے میں کوئی التباس نہ رہے۔

اِصطلاحی تعریف:

صاحب دلیل الحیران نے یہ تعریف فرمائی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”علم یعرف به مایدل علی عوارض الحرف التی هی الفتح والضم والکسر والسکون والشد والمد ونحو ذلك“ (دلیل الحیران ص: ۲۰۱)

صاحب سفیر العالمین نے یہ تعریف فرمائی ہے:

”علاماتٌ مخصوصةٌ تَلحَقُ الحرفَ للدلالةِ علیٰ حرکةٍ مخصوصةٍ او سکونٍ، اومدٍّ، أو تنوینٍ، أوشدٍّ، أو نحوِ ذلك“(سفیر العالمین ص: ۵۱۰)

مذکورہ اقوال کی روشنی میں علم الضبط کی تعریف اصطلاحی یہ ہے کہ علم الضبط ” وہ علم ہے جس کے ذریعے حرف کو لاحق ہونے والی علامات مثلاً حرکات وسکنات، تشدید ومدوغیرہ کی پہچان ہوتی ہے“

واضح رہے کہ ضبط، شکل اور نقط اور اعجام تقریباً ہم معنی الفاظ ہیں۔

”نَــقْــطٌ“ کا لغوی معنی تو کسی حرف پر نقطہ لگانا ہے، لیکن اصطلاحاً اس سے مراد حرکات اور دیگر علاماتِ ضبط کا کام نقطوں سے لینا ہے، جس کے موجد علامہ ابوالأسود الدؤلیؒ ہیں۔ اور ان کے کام کو مزید آگے بڑھانے والے آپ کے دو شاگرد ہیں: نصر بن عاصمؒ اور یحییٰ بن یعمرؒ۔

”شَــکْــلٌ“ کے لفظی معنی جانور کے پاؤں میں زنجیر ڈالنے کے ہیں، مگر اصطلاحاً کلمات کو علامات اور حرکات سے مقید کرنا مراد ہوتا ہے، یہ کاوش علامہ خلیل بن احمد فراہیدیؒ کی رہینِ منّت ہے۔

”اِعجام“ کا مطلب ہے کہ کسی حرف پر نقطہ یا نقطے ڈال کر اسے دوسرے مشابہ حرفوں سے ممتاز کرنا جیسے: د/ذ یات/ث وغیرہ

البتہ اعجام نقطوں کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ گیا اور شکل حرکات کے ساتھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوع:

”العلامات الدالة علی عوارض الحرف التی ھی الحرکة والسکون وغیرھا“۔

علم الضبط کا موضوع وہ علامات ونشانات (حرکات، سکون، مدوشدوغیرہ) ہیں، جوکلماتِ قرآن کے درست تلفظ میں معاون ہوتے ہیں۔گویہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ صحیح قراءت اوردرست تلفظ، اصلاً کسی استاذ سے ہی کیا جاسکتا ہے، اور علم الضبط سے اس میں مدد ضرور لی جاسکتی ہے۔

فائدہ

علم الضبط کا فائدہ یہ ہے کہ اس علم کے ذریعے حرکات وسکنات اور نقطوں وغیرہ کی مدد سے، ایک حرف کودوسرے حرف سے مثلاً متحرک کوساکن سے، مشدّد کومخفف سے ممتاز کیا جاتا ہے۔

علم الضبط کی ابتداء اور اس کا تاریخی پس منظر

اسلام سے قبل اہلِ عرب کی تحریرات میں حرکات اور نقطوں کا رواج نہیں تھا۔بلکہ وہ طبعی طور پر اپنی زبان کوصحیح طور پر ادا کرلیا کرتے تھے، چنانچہ قرآن کریم کو بھی وہ صحیح پڑھ لیا کرتے تھے۔پھر جب اسلام پھیلتا گیا اور عرب کا عجم سے اختلاط ہونے لگا تو عجمی نومسلم افراد، اِعراب کی واقفیت نہ ہونے کی بناء پر غلطی کھانے لگے کیونکہ حرکات ونقاط سے قرآن کریم بھی خالی تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مکتوب مصاحف نقطوں اور اعراب سے خالی تھے اور تابعین کے زمانہ میں عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں زیاد بن سمیہ نے جو بصرہ کے حاکم تھے، حضرت علیؓ کے شاگرد ابوالاسود الدولیؒ سے مذکورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالا مشکل پیش کی، جسکے جواب میں موصوف نے بناء بر احتیاط نفی میں جواب دیا۔

زیاد نے یہ کیا کہ ایک شخص سے کہہ دیا کہ وہ حضرت ابوالاسودؒ کے راستے میں بیٹھ جائیں تو جان بوجھ کر تیز آواز سے قرآن کے اعراب میں غلطی کریں، چنانچہ انہوں نے سورہ توبہ کی یہ آیت پڑھی: "ان اللہ بری ء من المشرکین ورسولہ" اور رسولہ کو جر سے پڑھ دیا، جس کو سن کر فوراً ابوالاسودؒ نے تنبیہ کی کہ "معاذاللہ ان تبرّأ اللہ من رسولہ" اور اس مشکل کے حل کے لئے وہ فوراً زیاد کے پاس پہنچے، اور تقریباً تیس افراد اس کام کی انجام دہی کے لئے طلب کر لئے، جن میں سے ایک کو امتحان لینے کے بعد مقرر فرمایا، اور اس سے کہا کہ اپنے مصحف اور سیاہی کے علاوہ ایک مزید رنگ اور رکھ لو۔ اور جب میں فتحہ پڑھنے کے لئے اپنے ہونٹ کھولوں (بوقتِ انفتاحِ فم وصوت) تو تم حرف کے اوپر ایک نقطہ لگا دینا اور جب ضمہ پڑھوں تو سامنے اور جب کسرہ پڑھوں تو حرف کے نیچے نقطہ لگا دینا۔ اور جب غنہ پڑھوں تو دو نقطے لگا دینا۔ چنانچہ اسی طرح سارا قرآن کریم لکھ لیا گیا اور یہ نقطے گول دائرہ کی شکل میں تھے۔ جیسے حروفِ معجم کے نقطے ہوتے ہیں البتہ دونوں میں فرق رنگ کا تھا۔

علامہ ابوالاسود الدولیؒ کے دو تلامذہ نصر بن عاصمؒ اور یحیٰ بن یعمرؒ نے حجاج بن یوسف کے حکم پر شکل اور ضبط پر کام کیا لیکن یہ کام مزید تحسین کا محتاج تھا تو امام خلیل بن احمد فراہیدیؒ نے ضبط کو مزید واضح صورتوں میں ترقی دی، اور وہی کام آج تک چلا آرہا ہے، زبر کے لئے حرف کے اوپر ایک ترچھی لکیر، اور زیر کیلئے نیچے ایک ترچھی لکیر، اور پیش کے لئے اوپر چھوٹا سا واؤ وضع کیا گیا۔ اور تنوین کے لئے یہی حرکات دو مرتبہ لکھی گئیں وغیرہ۔ طریق ابوالاسود دوَلی کو "الشکل المدوّر" اور خلیل بن احمد کے طرز کو "الشکل المستطیل" کی اصطلاح کا نام دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرسم العثمانی اور الضبط میں فرق:

الرسم العثمانی سے مراد کلماتِ قرآن کا وہ نظامِ املاء اور طریقِ ہجاء ہے جو مصاحفِ عثمانیہ میں اختیار کیا گیا ہے، یہ مخصوص رسم الخط، کتابتِ قرآن میں جوہر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کا تعلق حروف کی ذات سے ہوتا ہے باعتبارِ اثبات وحذف، وصل وقطع وغیرہ کے۔ اور چونکہ یہ بعینہٖ وہی اندازِ تحریر ہے، جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ تقریری سے ثابت ہے، اور اس کی پابندی ضروری اور لازمی ہے، اور یہ رسم توقیفی ہے، اس میں رائے کو بالکل دخل نہیں، جبکہ الضبط کا تعلق ان علامات اور نشانات (حرکات، سکنات، مدوشد وغیرہ یعنی حروف کے عوارض) سے ہے جو کلماتِ قرآن کے درست تلفظ میں مدد دیتے ہیں، اور چونکہ الضبط کی یہ علامات منصوص نہیں ہیں، بلکہ اصطلاحی ہیں، اس لئے مختلف دیار کے مصاحف میں الضبط کی علامات میں کسی قدر تفاوت پایا جاتا ہے، تاہم رسمِ عثمانی کی پابندی بہرحال ضروری ہوتی ہے۔

حرکات کی وضع

حرکات کی وجہِ تقدیم:

سب سے پہلے احکامِ ضبط میں، حرکات کو شروع اس لئے کیا کہ ضبط کی علامات کے واضعِ اوّل، حضرت ابوالاسود الدؤلیؒ نے حرکات کی علامات سے آغاز کیا اور اس کے بعد تنوین کی علامات وضع کیں .... اور ان میں بھی فتحہ کو مقدم رکھا۔

حروف کی علامات:

وہ علامات جن کے ذریعے سے حروف منضبط کئے جاتے ہیں۔ وہ پانچ ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱-سکون ۲-تشدید ۳-مد ۴-ہمزہ ۵-حرکات

حرکات:

کل تین ہیں: فتحہ، ضمہ، کسرہ

فتحہ:

وہ چھوٹا سا الف جو دائیں سے بائیں حرفِ متحرک مفتوح پر مبطوح (افقی لکیر) ہوتا ہے۔ اور اس کو مبطوحہ اس لئے وضع کیا گیا تا کہ الف جو سیدھا ہوتا ہے اس سے مشتبہ نہ ہو جائے اور چھوٹا اس لئے تا کہ اصل اور فرع کے درمیان فرق ہو جائے۔
بعض حضرات نے اس فتحہ کی مقدار تین نقطے شمار کرائی ہے۔

وجہ تسمیہ:

امام خلیلؒ نے فتح اور نصب کی علامت، الف مبطوحہ (ترچھا) جو حرف کے اوپر لکھا ہوا ہو، کو اسلئے بنایا تا کہ وہ علامت، اس حرف پر دلالت کرے، کیونکہ فتحہ کو کھینچنے سے الف بنتا ہے۔

رنگ:

بہتر یہ ہے کہ ''شکل'' (اعراب کیلئے) لال رنگ اور ہمزہ کے لئے زرد رنگ استعمال کیا جائے۔ قرن اول کے زمانے سے ایک عرصے تک یہ طریقہ رائج رہا۔

محلِ فتحہ:

فتحہ اور نصب کی علامت حرف کے اوپر لکھی جائیں گی کیونکہ فتح، بلندی چاہتا ہے یعنی فتحہ انفتاحِ فم وصوت سے نکلتا ہے کما علل الدانیؒ وقال: ''لان الفتح مستعلٍ''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ فتحہ حرف کے سامنے بھی لکھا جاتا ہے۔لیکن یہ مشہور و مستعمل (معمول بہ) قول کے خلاف ہے۔

ضبطِ فتحہ:

معمول بہ قول کے مطابق ـــَـ مثال: لَہ

ضعیف قول کے مطابق ـــَ مثال: لـَـہ

ضمہ:

وہ چھوٹا سا واؤ ہوتا ہے جو حرفِ متحرک کے اوپر یا سامنے یا درمیان میں علی حسب اقوال العلماء لکھا جاتا ہے۔چنانچہ اس کے لکھنے کے بارے میں درج ذیل تین طریقے ہیں:

(۱) ـــُـ مثال الحمدُ (حرف کے اوپر)

(۲) ـــُ مثال الحمدُ (حرف کے سامنے)

(۳) ـــوـ مثال الحمدو (حرف کے درمیان)

مذکورہ صورتوں میں پہلا طریقہ معمول بہ ہے اور راجح ہے جبکہ صاحب الطراز نے اول دو طریقے بیان کئے اور تیسرے طریقہ سے اسکے ضعیف ہونے کی وجہ سے اعراض کیا۔شیخینؒ نے شروع کے دو طریقوں کو ذکر کیا ہے۔

اور ضمہ کی علامت کو واؤ کی شکل میں چھوٹا کر کے اس لئے لکھا جاتا ہے تاکہ اصل واؤ سے التباس واشتباہ پیدا نہ ہو۔اسی طرح واوِ صلہ سے بھی التباس پیدا نہ ہو۔

ضبطِ واؤ کے بارے میں اختلافِ علماء:

علماء مشارقہ کے نزدیک واؤ چھوٹا ہو کر اپنی ہیئت پر بغیر کمی بیشی کے باقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گا، جبکہ علماء مغاربہ کے نزدیک واؤ کا سرا حذف ہو کر چھوٹی سی دال کی طرح بن جائے گا۔

مشارقہ کے نزدیک ضمہ کی شکل مثال: الحمدُ

مغاربہ کے نزدیک ضمہ کی شکل مثال: الحمدُ

کسرہ:

وہ چھوٹی سی یاء جو پیچھے کی طرف لوٹائی گئی ہے اور حرفِ متحرک کے نیچے لگائی (رکھی) جاتی ہے جیسے: ''یے'' پھر اس کے سرے اور نقطوں کو گرا دیا گیا تو اب شکل یہ رہ گئی: ـــِـــ

محلِ کسرہ:

اگر حرف مُعَرَّق (پیٹ والا) ہے جیسے: ل، ن، س وغیرہ تو اس کے ابتدائی حصہ میں نیچے یہ علامت رکھی جائیگی (لگائی جائیگی) جیسے: نِ۔ وگرنہ حرف کے درمیان بالکل نیچے یہ علامتِ کسرہ لگائی جائے گی جیسے: الرحیمِ۔

ضبطِ کسرہ:

مشارقہ اور مغاربہ کا یاء کے سرے اور نقطوں کو ساقط کرنے پر اتفاق ہے اور یہ فتحہ کی طرح صرف جرہ (یعنی ''ے'' نقطوں اور سرے کے بغیر) کو ثابت رکھتے ہیں۔

جبکہ متقدمین کا ضمہ کی طرح کسرہ کے سرے کو ثابت بھی رکھنے کا معمول تھا اور متاخرین نے ان کے اسقاط و حذف کی بھی اجازت دی ہے اور دونوں قول صحیح ہیں:

متقدمین کے نزدیک ضبطِ کسرہ: ے مثال الرحیمِ

متاخرین کے نزدیک ضبطِ کسرہ: ـــِـــ مثال الرحیمِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ تسمیۂ حرکات:

حرکات کے نام ماخوذ ہیں، واضعِ اوّل حضرت ابوالاسود الدؤلیؒ کے قول سے کہ، جب انہوں نے حرکات کی علامات وضع کیں تو کاتبین سے یوں کہا تھا: "فاذا فتحت شفتيّ فانقط فوق الحرف" جب میں اپنے ہونٹ کھولوں تو حرف کے اوپر نقطہ (فتحہ کی علامت) لگا دینا، اس وجہ سے فتحہ نام رکھا گیا اور ضمہ کے بارے میں کہا تھا: "وان ضممتهما فانقط أمامه" اور جب میں اپنے ہونٹوں کو گول کروں تو حرف کے سامنے نقطہ (ضمہ کی علامت) لگا دینا، اس وجہ سے ضمہ نام پڑ گیا اور کسرہ کے بارے میں فرمایا تھا: "وان كسرتهما فانقط تحته" جب میں انہیں یعنی ہونٹوں کو نیچے کروں تو (کسرہ کی علامت) نقطہ حرف کے نیچے لگا دینا۔ اس وجہ سے کسرہ نام پڑ گیا۔

گویا کہ تینوں حرکات کی علامت موصوف کے مذکورہ قول سے مأخوذ ہیں۔

فائدہ:

مذکورہ تینوں حرکات (فتحہ، ضمہ، کسرہ) ہر حرفِ متحرک پر آتی ہیں، چاہے اس کی حرکتِ اعرابی (عامل کی وجہ سے حرکت بدلنے والی ہو) یا بنائی (عامل کے آنے سے حرکت نہیں بدلے) یا اس کی حرکت عارضی ہو جیسے: التقاء الساکنین کی وجہ سے یا نقل وغیرہ کی وجہ سے ہو۔

حروفِ مقطعات کی بحث:

حروفِ مقطعات کو حرکت دینے کے بارے میں علماءِ مشارقہ اور مغاربہ کا اختلاف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشارقہ حروفِ مقطعات کو حرکات نہیں دیتے، جب کہ مغاربہ دیگر حروف کی طرح انکو بھی حرکات دیتے ہیں۔

مشارقہ کے نزدیک مثال: الٓمٓ ، طٰه

مغاربہ کے نزدیک مثال: أَلَٓمِٓ ، طَٰهَ

پھر ان میں سے جو سہ حرفی ہیں، انکے پہلے حرف کے مطابق حرکت دی جاتی ہے جیسے: ن۔ اس میں علماءِ مغاربہ کے نزدیک ضمہ کی علامت چھوٹی سی دال ہے نٓ۔

حرکات کا ضبط:

اصولِ ضبط کے مطابق حرکات کا ضبط یہ ہے

یعنی مغاربہ کے نزدیک: اِلْحَمْدُ لِلّٰهِ

مشارقہ کے نزدیک: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

تنوین کا ضبط

تنوین کی دو قسمیں ہیں

(الف) غیر مقصور:

جو بشکلِ الف حالتِ نصبی میں مرسوم ہو اور اسکے آخر میں ہمزہ اور تاءِ تانیث نہ ہو جیسے: علیماً حکیماً۔

اس کے ضبط میں چار مذہب ہیں۔

(۱) حالتِ نصبی کے الف سے ماقبل حرف پر تنوین اور حرکت دونوں کی علامت رکھنا جیسے: "علیمًا" یہ مذہب امام خلیل وسیبویہؒ کا ہے اور معمول بہ بھی ہے اور بعض مشارقہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) حالتِ نصبی میں آنے والے الف کے اوپر تنوین و حرکت دونوں کی علامت رکھنا مثلاً " عـلـیـمـاً"۔ یہ علامہ دانیؒ، امام ابوداؤدؒ، اہل مدینہ و کوفہ و بصرہ کا مذہب ہے اور مغاربہ کا عمل اسی پر ہے۔

(۳) مذکورہ بالا دونوں مذہبوں میں تطبیق کی راہ اختیار کرتے ہوئے تنوین کی علامت الف پر اور حرکت کی علامت حرف پر رکھنا جیسے: "علیمَاً حکیمَاً" لیکن یہ مذہب ضعیف ہے۔

(۴) حرکت اور تنوین کی علامت الگ الگ رکھنا کہ حرکت کی علامت حرف پر اور تنوین کی علامت الفِ منصوب پر رکھنا جیسے: "علیمَاً حکیمَاً" یہ مذہب بھی ضعیف ہے۔

ان مذکورہ چار مذاہب میں سے مؤخر الذکر دو مذہب ضعیف اور معمول بہ نہیں ہیں۔

(ب) مقصور:

تنوین والا حرف مقصور ہو اور اس کے آخر میں ہمزہ ہو تو اس کے ضبط کے بارے میں تین مذاہب ہیں۔

اول:

ہمزہ الف کے بعد متصل ہو اور تنوین و نصب دونوں کی علامتیں ہمزہ پر ہوں البتہ ہمزہ کے بعد کوئی حرف نہ ہو۔ جیسے: "مآءً"۔

دوم:

الف کے بعد ہمزہ ہو اور اسکے بعد چھوٹا سا الف بھی ساتھ لکھا ہوا ہو البتہ چھوٹے سے الف (کھڑا زبر) پر نصب و تنوین دونوں کی علامتیں ہوں مثلاً: "مآءً"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوم:

الف سے پہلے چھوٹا الف بڑھا دیا جائے، پھر ہمزہ لکھا جائے اور البتہ الف پر نصب وتنوین کی علامت ہو مثلاً: ملـٔاً۔

ان تین مذاہب میں سے راجح پہلا مذہب ہے اور اسی پر عمل ہے۔

اسم مقصور ہو اور آخر میں ہمزہ نہ ہو

(جس کا الف یاء کی صورت میں ہو)

(۱) پہلا مذہب یہ کہ الف سے پہلے حرف پر تنوین اور حرکت دونوں کی علامت لگائی جائے گی جیسے: "مفترًى" یہ مذہب مشارقہ کا ہے اور معمول بہ ہے۔

(۲) دوسرا مذہب یہ ہے کہ الف بشکل یاء پر ہی دونوں کی علامت لگائی جائیں گی جیسے: "مفترىً" یہ مغاربہ کا مذہب ہے، اسی پر ان کا عمل ہے۔

(۳) تیسرا مذہب یہ ہے کہ تنوین کی علامت الفِ مقصور پر اور حرکت کی علامت اس سے پہلے حرف پر رکھنا۔ جیسے: "مفترَىٌ"۔

(۴) چوتھا مذہب یہ ہے کہ الفِ مقصور پر مکمل تنوین رکھنا اور اس سے پہلے حرف پر حرکت کی علامت رکھنا جیسے: "مفترَىً"۔ لیکن یہ دو آخری مذہب ضعیف ہیں۔

سورۃ روم آیت (۳۹) میں "من ربا" کے کلمے کا

رسم اور ضبط

سورۃ روم آیت (۳۹) میں "من ربا" کا کلمہ مشہور قول کے مطابق الف کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ لکھا جاتا ہے اور واؤ اور الف "ربوا" سے لکھنا شاذ ہے۔ پس معمول بہ الف کے ساتھ لکھنا ہوا، اس کی مثال یہ ہے: "ربـــأ" اور اس کا ضبط وہی ہے جو الفِ مقصور کا ہے۔

مشابہ تنوین کا حکم

مشابہ تنوین کا حکم بھی تنوین کی طرح ہے۔ جس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) نون تاکید خفیفہ

یہ قرآن میں دو جگہ آیا ہے، جو تنوین کے ساتھ ہے حالانکہ تنوین اسم کی علامت ہے پھر بھی فعل پر بشکل تنوین الف کی صورت میں آئی ہے، اس لئے اسے تنوین ہی کا حکم دیں گے۔

وجہ مشابہت یہ ہے کہ نون تاکید کلمہ کے آخر میں اور ہمیشہ متحرک کے بعد واقع ہوتا ہے اور یہی حال تنوین کا بھی ہے اس لئے اس مشابہت کی وجہ سے دو جگہ نون تاکید کو رسماً منوّن منصوب لکھا گیا اور وقف تابع رسم ہوا کرتا ہے، اس لئے اس نون تاکید میں جو بشکل تنوین منصوب ہے وقف میں الف سے بدلا جائے گا اور وقف بالالف ہوگا۔

وہ دو جگہ یہ ہیں:

۱) ولیکوناً مّن الصغرین (یوسف) ۳۲

۲) لنسفعاً بالناصیة (اقرأ) ۱۵

نون اِذَنْ کا حکم:

"إذاً" میں نون اصلی ہے پس قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ نون کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا جائے، لیکن چونکہ یہ نون خفیفہ کے مشابہ ہے، کہ یہ طرف میں ساکن آتی ہے اور اس کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جو وقف میں الف سے بدل جاتا ہے، اس لئے اس مشابہت کی وجہ سے تمام مصاحف میں یہ نون، الف سے لکھا گیا ہے۔ اور یہ تفصیل اس مذہب کے مطابق ہے جو یہ کہتے ہیں کہ "إذاً" حرف ہے۔

تنوین اور اس کے بعد والے حرف کا ضبط:

حرفِ منون کبھی حروف حلقی سے پہلے آئے گا یا غیر حلقی سے پہلے آئیگا۔ پس اگر حرکت اور تنوین کی علامت حروف حلقی (حروف حلقی جمہور کے نزدیک چھ ہیں، ھمزہ، ھاء، عین، حاء، غین، خاء، البتہ امام ابو جعفرؒ کے ہاں چار ہیں جبکہ ان کے ہاں غین اور خاء حروفِ اخفاء میں سے ہیں) سے پہلے واقع ہوں تو دونوں بالکل ملی ہوئی ایک دوسرے کے اوپر ہوں گی جسے اصطلاح میں "التـركـيـب" کہتے ہیں۔

مثال: مختلفًا أُكله ، عليمًاحكيمًا

اور اگر حرفِ حلقی سے پہلے نہ ہو تو دونوں کی علامتیں ایک دوسرے سے نصف آگے ہوگی اور اسے "تتابع" کہتے ہیں (نوٹ: البتہ جہاں نون تنوین پر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے کسرہ آتا ہے تو وہاں نون تنوین کو محققین ترکیب (=) کے ساتھ لکھتے ہیں جیسے: محظوراًانظر، لیکن عاداً لأولى پر ادغام کی قراءت میں اتباع (ـــ) ہی رہے گا)۔ مثال: قومًا صٰلحين (عند المشارقہ) قوماً صٰلحين (عند المغاربہ)۔

قلب:

پس اگر تنوین حرفِ قلب یعنی باء سے پہلے آئے تو اس کے ضبط میں دو مذہب ہیں:

اول یہ کہ چھوٹی سی میم کو علامتِ تنوین کی جگہ لکھا جائے اور ساتھ ساتھ حرکت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی لکھی جائے تاکہ تنوین کے میم سے قلب ہونے (بدل جانے) کی طرف اشارہ ہو جائے جیسے: "علیمٌ بما" اور اسے امام ابوداؤدؒ نے اختیار کیا ہے اور یہی معمول بہ ہے۔

دوم یہ کہ علامتِ تنوین اور حرکت ایک ساتھ لکھے جائیں جیسے: "علیمٌ بما" اور اسے علامہ دانیؒ نے اختیار کیا ہے۔

بعض مشارقہ نے دوسری صورت (علامتِ تنوین وحرکت ایک ساتھ لکھی ہوں) کو اختیار کر کے اس میں یہ اضافہ کیا کہ چھوٹی سی میم کو اقلاب کی طرف اشارہ کرنے کے لئے بڑھا دیا، لیکن یہ ضعیف ہے، کیونکہ اس صورت میں عوض اور معوّض دونوں کا اجتماع لازم آتا ہے، جیسے: "علیمٌ بما" آجکل پاکستانی مصاحف میں اسی پر عمل ہو رہا ہے۔

اور اگر تنوین کے بعد حروفِ ادغام کے چار حروف "لم نر" میں سے کوئی آئے تو اس کا حکم تشدید اور اسکی حرکت کا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہوگا کہ اس میں ادغامِ تام ہوا ہے۔ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

هدًى لِّلمتقين　　　هدًى مِّن ربهم

يومئذٍ نَّاعمة　　　غفورٌ رَّحيم

اگر جمہور کی قراءت کے مطابق حروفِ ادغام میں سے "واؤ یا یاء" واقع ہوں (بادغامِ ناقص) تو علامتِ تشدید نہیں لگائی جائیگی، جس سے ادغامِ کامل نہ ہونے کی طرف اشارہ ہوگا۔ جیسے: وجوهٌ يَومئذ واجفة۔ پاکستانی مصاحف میں تشدید لگائی جاتی ہے۔

سیدنا خلفؒ وغیرہ کی قراءت جس میں "واؤ" اور "یاء" میں ادغامِ تام ہوتا ہے، تو علامتِ تشدید بھی لگائی جائے گی جیسے: برقٌ يَّجعلون، رغدًا وَّادخلوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نون ساکن کے احکام:

اگر نونِ ساکنہ کے بعد حروف حلقی کے چھ حرفوں (البتہ امام ابو جعفرؒ کے ہاں صرف چار حرفِ اظہار ہیں، باقی غین اور خاء ان کے ہاں حروفِ اخفاء میں شمار ہوں گے) میں سے کوئی آ جائے تو اس پر علامتِ سکون لگائی جائے گی۔ جیسے: ''ہ''

کیونکہ اس وقت اظہار ہوتا ہے۔ چاہے ایک کلمہ میں ہو۔ جیسے: ''مِنْہ'' یا دو کلموں میں ہوں جیسے: ''مَنْ علم''۔

اگر نونِ ساکنہ کے بعد حروف غیر حلقی ہوں تو نون کو علامتِ سکون سے خالی رکھا جائیگا عدمِ اظہار کی طرف اشارہ کرنے کے لئے۔ واضح ہو کہ یہ حکم شامل ہے اس نون کو جس کے بعد حرفِ اخفاء آ رہا ہو خواہ متصلاً یا منفصلاً، یا حرفِ قلب خواہ متصلاً یا منفصلاً، یا حرفِ ادغام منفصلاً آ رہا ہو (کیونکہ اگر نون ساکن کے بعد حرفِ ادغام ایک ہی کلمہ میں آ رہا ہوں تو اظہار والا ہی حکم ہوگا)۔

	متصلاً	منفصلاً
ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔ امثلہ		
حروفِ غیر حلقی میں سے حروفِ اخفاء کی مثال:	مِنكَ	وَمَن تَابَ
حروفِ مدغم ایک کلمہ میں ہوں:	الدنيا	قنوان
حروف مدغم میں انفصال ہو		مِن رِّزق

اور اگر نون ساکنہ کے بعد حرف باء آ جائے تو ائمۂ ضبط کے دو مذہب ہیں:

اول: نون ساکنہ کو علامتِ سکون سے خالی رکھنا جیسے: مُنبئًا۔

اسے علامہ دانیؒ نے اختیار کیا ہے۔

دوم: علامتِ سکون کی جگہ چھوٹا سا میم لکھا جائے جو دلالت کرے گا کہ یہ نون میم سے بدل چکا ہے۔ جیسے: مُنۢبِئًا۔ مغاربہ کے مطابق مثال: مُنۢبِئًا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے امام ابوداوٗدؒ نے اختیار کیا ہے اور یہی معمول بہ ہے۔

نوٹ: گو بعض مصاحف میں ایک تیسری صورت بھی رائج ہے اگرچہ ضعیف ہے، کہ نون ساکن پر علامتِ سکون بھی لگائیں اور باء پر چھوٹا سا میم بھی لکھیں جیسے: مُنْۢبَثًّا، مِنْۢ بَیْنِ۔

اور اگر نون ساکنہ کے بعد حروف ادغام کے چھ حرفوں میں "لم نر" کے چار حرفوں میں سے کوئی آجائے تو ماقبل میں اس کا حکم گزر چکا ہے یہاں بھی وہی تفصیل ہے جو تنوین کے بعد "لم نر" آنے پر ہے۔

یعنی علامتِ تشدید، نون کے بعد والے حرف پر لگائی جائے اور نون کو علامتِ سکون سے خالی رکھا جائے، جو ادغام تام پر دلالت کرے۔ جیسے: مِن مَّالٍ، مِن نَّٰصِرِینَ، مِن لَّدُنكَ۔

اور اگر "واوٗ" یا "یاءٗ" آجائے تو یاء اور واوٗ پر علامتِ تشدید لگائی جائے گی، جو ادغام پر دلالت کرنے کے لئے ہوگی اور نون پر علامتِ سکون لگائی جائیگی جو ادغام ناقص پر دلالت کرنے کے لئے ہوگی۔ یہی وجہ شیخینؒ نے اختیار کی ہے اور اسی پر مغاربہ کے ہاں عمل ہے۔

اس میں دوسری وجہ یہ ہے کہ نون کو علامتِ سکون سے خالی رکھا جائے جو ادغام پر دلالت کرے اور "یاءٗ" یا "واوٗ" کو بھی علامتِ تشدید سے خالی رکھا جائے البتہ حرکت لگائی جائے جو ادغام ناقص پر دلالت کرے۔ اسی وجہ پر مشارقہ کا عمل ہے۔

مَن یَقُولُ	مِن وَالٍ	(مشارقہ کے مطابق)
مَنْ یَّقُولُ	مِنْ وَّالٍ	(مغاربہ کے مطابق)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت خلفؒ کے مطابق ضبط:

اگر تنوین یا نون ساکن کے بعد "واؤ" یا "یاء" آجائے تو روایت خلفؒ عن حمزہؒ میں ادغام ناقص کے بجائے ادغام تام ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا ضبط بھی ادغامِ تام والا ہوگا، یعنی "واؤ" یا "یاء" پر علامتِ تشدید اور علامتِ سکون سے نون خالی رکھنا۔ جیسے: مَن يَّقول۔

مغاربہ کے نزدیک نون ساکنہ کے بعد تشدید کی علامت صرف حروف ادغام (یرملون) پر بھی لگائی جائیگی، جب کہ مشارقہ کے نزدیک (یرملون) ہوں یا نہ ہوں علامتِ تشدید مطلقاً نہیں لگائی جائے گی البتہ بعض مصاحف پر حرفِ ادغام پر تشدید کی علامت لگی ہوئی ہے۔

نون ساکن کے بعد "لام" و "راء" میں ادغام ناقص کا ضبط:

بطریق طیبہ اس میں ادغام مع الغنہ بھی ہے۔ پس اس کا ضبط بھی ادغام ناقص کی طرح ہوگا یعنی نون ساکن پر سکون کی علامت اور لام وراء پر تشدید کی علامت بھی لگائیں گے اور تشدید پر حرکت بھی دیں گے۔ جیسے: مِنْ لَّدنہ، مِنْ رَّبہ (مغاربہ کے مطابق)۔

نون ساکنہ کے بعد میم میں اختلافِ قراء:

نون ساکن اور تنوین کے بعد میم آجائے تو جمہور کے نزدیک تو ادغامِ تام ہوگا اور یہ مدغم فیہ میم کا غنہ ہوگا جب کہ بعض کے نزدیک اس میں ادغامِ ناقص ہے پس ان کے نزدیک اس میں ادغام ناقص والا ضبط جاری ہوگا۔

ادغام تام والا ضبط: مِن مَّآءٍ، ناقص والا ضبط: مِنْ مَّآءٍ (مشارقہ کے نزدیک)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من مَّآء (مغاربہ کے نزدیک)

محذوف حروف کا قاعدہ

اہلِ ضبط نے ہر اُس حرف کو جو مصاحفِ عثمانیہ میں محذوف ہو، سرخ روشنائی سے لکھا ہے اور اس کی ادائیگی کو واجب قرار دیا ہے۔ پس الفِ صغیرہ (کھڑا زبر) کو بھی علماء ضبط نے سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔ مثلاً

بعٰلمین، النّبیّٖن، یستوٗن

مختلس و مشم اور ممال کا ضبط:

تمہید: حرکت اور تنوین کے باب کو مقدم رکھا گیا کیونکہ وہ حرکت کی کامل صورت ہے اور ضابطِ اول کی اقتداء بھی اس میں ہو جاتی ہے اس کے بعد اب حرکت غیر کامل کو شروع کیا جس کی دو قسمیں ہیں:۔

اول: وہ جس کی حرکت میں سکون کی آمیزش ہو جسے اختلاس کہا گیا ہے۔

دوم: وہ جس کی حرکت میں دوسری حرکت کا ملاپ ہو پھر اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ کسرہ میں ضمہ کی آمیزش ہو، اسے اشمام سے تعبیر کیا گیا ہے، دوسری یہ کہ فتحہ میں کسرہ کا میلان ہو اسے امالہ کہتے ہیں، امالہ کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) امالہ کبری، (۲) امالہ صغری۔

چونکہ یہ تینوں اقسام (اختلاس، اشمام اور امالہ) ادائیگی میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں کیونکہ ان کی حرکت مستقل ہے۔ اس لئے ان کے ضبط میں امام خلیلؒ نے مذہب دوّلی کو اختیار کیا ہے اور تینوں کی ایک ہی علامت لگائی ہے تاکہ التباس نہ رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاس:

"وهو عبارة عن الاسراع بالحركة إسراعا يحكم به السامع أن الحركة قد ذهبت وهی كاملة فی الوزن" وقيل: "هو النطق بثلثي الحركة"

اختلاس کہتے ہیں حرکت کو جلدی سے پڑھنا جس کے سننے سے سامع اس بات کا حکم لگا دے کہ حرکت کا کچھ حصہ ادا نہیں کیا گیا جبکہ حرکت کامل تھی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اختلاس حرکت کے دو تہائی حصہ کو ادا کرنے کا نام ہے۔

اختلاس کا ضبط:

اس حرکت پر ایک نقطہ مدورہ (گول نقطہ) لگا دیا جائے، یہ نقطہ حرفِ مفتوح کے اوپر اور مکسور میں نیچے اور مضموم میں حرف کے آگے لگے گا، علامہ دانیؒ کی یہی رائے ہے اور یہی معمول بہ ہے جبکہ بعض حضرات کے ہاں حرف مختلس کو علامت سے خالی رکھا جائیگا، کیونکہ استاذ کے بغیر اس کی ادائیگی نہیں ہوسکتی، حرکت نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والا استاذ سے پوچھے گا کہ یہاں کوئی علامت نہیں تو استاذ اس کی راہنمائی کرے گا۔

مثال: نِعِمَّا، تَعَدُّوا، يَخِصِّمُون

یہ بتانے کے لئے کہ اس حرکت کی اصل سکون ہے۔

اشمام:

"النطق بحركة تامة مركبة من حركتين ضمة وكسرة افرازا لا شيوعا"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حرکت تامہ کو دو حرکتوں سے ملا کر علیحدہ علیحدہ ادا کرنا۔ اشمام میں ضمہ اور کسرہ سے مل کر ایک حرکت کی طرح ادائیگی ہوتی ہے لیکن ضمہ کا جزء مقدم ہوتا ہے اور قلیل ادا ہوتا ہے۔ یہی قول صحیح ہے۔

(دوسری تعریف یہ کی گئی ہے: هو النطق بحركة تامة ممتزجة من ضمة و كسرة شيوعا)۔

مثال: لَا تَأمَنَّا (عند المغاربہ) لَا تَأمَنَّا (عند المشارقہ)

اشمام کا ضبط:

اشمام کا ضبط یہ ہے کہ حرف کے سامنے نقطہ لگایا جائے گا۔ (ضمہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے) جیسا کہ مثال میں گزر چکا ہے۔

امالہ

اس کی دو قسمیں ہیں:

الإمالة الكبرى: هي تقريب الفتحة من الكسرة والألف من الياء

یعنی امالہ کبری کہتے ہیں کہ فتحہ کو کسرہ کی طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھنا اس کو امالہ محضہ کے ساتھ، اضجاع اور امالہ کبری بھی کہتے ہیں۔

الإمالة الصغرى: هي ما بين الفتح والإمالة المحضة

یعنی امالہ صغری کہتے ہیں کہ فتح اور امالہ کبری کے درمیانی حالت و کیفیت کے پڑھنے کو غیر محضۃ، تقلیل اور امالہ بین بین بھی کہتے ہیں۔

نوٹ: فتحہ کو کسرہ اور الف کو یاء کی طرف مائل کرنے میں اگر کسرہ کا جز زیادہ ادا ہو تو محضہ اور اگر کسرہ کا جز کم ادا ہو تو تقلیل ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امالہ کا ضبط

فتحہ کے عوض نقطہ حرفِ ممال کے نیچے رکھا جائے گا، مطلقاً چاہے امالہ صغریٰ ہو یا کبریٰ، امالہ یائی ہو یا رائی، فواتح سور میں ہو یا نہیں، اس کا الف ثابت ہو یا محذوف، مرسوم بالیاء ہو یا نہ ہو وغیرہ۔ البتہ شرط یہ ہے کہ امالہ وصلاً اور وقفاً دونوں حالتوں میں ہو۔ جیسے: مَجْرِیٰهَا۔

اور اگر صرف وقف میں امالہ ہو، وصل میں نہ ہو تو خالص فتحہ کی علامت لگے گی، کیونکہ ضبط میں بالاتفاق اعتبار وصل کا ہوتا ہے نہ کہ وقف کا جیسے: مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ (عند المغاربة)۔

حرفِ ساکن اور اس کے بعد والے حرف کا ضبط

علماءِ ضبط نے حرفِ ساکن کے ضبط کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اس کی ضرورت ہے یا نہیں، تو نقاطِ عراق نے کہا کہ کسی علامتِ سکون کی ضرورت نہیں جبکہ انکے علاوہ دیگر حضرات نے کہا کہ ضرورت ہے۔

پھر علامتِ سکون کے قائلین نے اس کی کیفیت اور محل کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

کیفیتِ سکون

اس میں چار مذہب ہیں:

(۱) امام خلیلؒ اور انکے متبعین کا مذہب یہ ہے کہ سکون کی علامت جیم (ج) کا سرا ہے، جو کلمہ "جــزم" سے ماخوذ ہے بمعنیٰ قطع۔ چونکہ جس شخص کی بات میں جزم و یقین ہو وہ اپنی بات میں ثابت قدم اور ساکن رہتا ہے، شک وشبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کی طرح اِدھر اُدھر متحرک نہیں ہوتا۔

یا سکون حرف کو حرکت سے قطع کر کے الگ کر دیتا ہے اس لئے اسے جزم سے ماخوذ مانا گیا۔

یا علامتِ سکون حاء کا سرا ہے، (ح) جو لفظ "استرح" سے ماخوذ ہے بمعنی آرام دہ۔ چونکہ سکون، حرکت سے زیادہ آرام دہ اور راحت پذیر ہوتا ہے اس لئے یہ "استرح" سے ماخوذ ہے۔

یا علامتِ سکون خاء (خ) کا سرا ہے جو ماخوذ ہے لفظ "خفیف" یا "خِف" بمعنی ہلکا اور غیر ثقیل۔ چونکہ ساکن ادائیگی میں متحرک سے خفیف ہوتا ہے اس لئے اسے "خفیف" سے ماخوذ مانا گیا۔ مشارقہ کے نزدیک اسی پر عمل ہے، جیسے: أَلَمْ نَشْرَحْ۔

(۲) امام ابوداؤد اور انکے متبعین کا مذہب یہ ہے کہ سکون کی علامت چھوٹا دائرہ ہے جو صفر کی طرح ہے، جسے انہوں نے اہلِ حساب سے اخذ کیا ہے، کیونکہ وہ عدد سے خالی جگہ پر صفر کی علامت لگاتے ہیں تو ان حضرات نے بھی حرکت سے خالی حرف پر سکون کی علامت لگا دی۔

مذکورہ بالا مذہب مغاربہ کا ہے اور بعض مشارقہ بھی اس کے قائل ہیں، جیسے: اَلَمْ نَشْرَحْ

(۳) اندلس کے نقاط نے مذہبِ خلیل ہی کو اختیار کیا ہے البتہ انہوں نے خاء (خ) کے سرے کو ساقط کر کے چھوٹا سا خط (زبر کی طرح) باقی رکھا۔ جیسے: الحَمۡدُ للّٰہِ۔

چونکہ مذکورہ بالا مذہب فتحہ کے ساتھ بھی التباس پیدا کرتا ہے اس لئے یہ قابلِ عمل نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) نحاۃ اور بعض اہلِ مدینہ کا مذہب علامتِ سکون کا یہ ہے کہ دو چشمے والی گول حاء جیسے: ''ھ'' کیونکہ وقف کی اصل سکون ہے اور ھاء کا وقف میں اضافہ بھی کیا جاتا ہے، جسے ھاءِ الحاقی / ھاء سکتہ کہتے ہیں، جیسے : الْحَمْدُ لِلّٰہ۔

مذکورہ چار مذاہب میں سے اول دو قابلِ عمل اور معمول بہ ہیں جبکہ آخری دو معمول بہ نہیں ہیں۔

محلِ سکون

اس میں دو مذہب ہیں:

(۱) علامتِ سکون حرفِ مظہر کے اوپر، علیحدہ کر کے لگائی جائے، جیسے: أَفْـرِغْ عَـلَيْـنَا ، جو اس کے اظہار کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہو اور اس کے علاوہ میں علامت سے حرف کو خالی رکھا جائے، چاہے وہ حرفِ مدغم ہو جیسے: ''قَـد تَّبين'' یا حرف مخفی ہو جیسے: ''مِن شَىْءٍ''۔

(۲) دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر حرفِ ساکن کے اوپر علامت رکھی جائیگی گو یہ مذہب ضعیف ہے، لیکن بعض دیار کے مصاحف میں اسی پر عمل بھی ہے۔

اگر وہ حرفِ مظہر میں سے ہے یا حرفِ مخفاۃ میں سے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو حرکت دی جائے، لیکن عدمِ ادغام کی طرف اشارہ کرنے کے لئے تشدید نہ لگائی جائے۔ مثلاً: ''أَفْرِغْ عَلَينا'' ، ''يَعْتَصِم بِاللّٰہ''

اور اگر حرفِ مدغم کامل میں سے ہے، چاہے ادغام متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو تشدید دی جائے اور ادغامِ کامل کی طرف اشارہ کرنے کے لئے حرکت بھی دی جائے مثلاً: ''واذْكُـر رَّبك، قَـد سَّمع''۔ اور اگر ادغامِ ناقص میں کا کوئی حرف ہو تو اس کے ضبط میں دو مذہب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول

مدغم کو سکون سے خالی رکھیں تا کہ عدمِ اظہار کی طرف اشارہ ہو اور مدغم فیہ کو تشدید سے خالی رکھا جائے، البتہ حرکت لگائی جائے تا کہ ادغامِ ناقص کی طرف اشارہ ہو جائے اسی پر مشارقہ کا عمل ہے: أَحَطتُ۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ مدغم فیہ پر تشدید لگائی جائے، جو ادغام کی طرف اشارہ کرے اور مدغم کے اوپر سکون رکھا جائے تا کہ ادغامِ ناقص کی طرف اشارہ ہو جائے۔ اسی کو شیخینؒ نے اختیار کیا ہے اور مغاربہ کا عمل اسی پر ہے، جیسے: أَحَطْتُّ۔

تنبیہ

وہ حروف جو سورتوں کے شروع میں حروفِ ھجاء کے بعد واقع ہوں تو ان حروفِ ھجاء میں یا تو اظہار کیا جائے گا جیسے: "صٓ والقرآن"

یا اخفاء جیسے: "طسٓ تلك"

یا ادغامِ کامل جیسے: "کٓھیٰعٓصٓ ذکر"

یا ادغامِ ناقص جیسے: "نٓ والقلم"

تو علماءِ ضبط کے اس میں دو مذہب ہیں۔

مذہبِ اول:

مذکورہ بالا تمام (چاروں) صورتوں میں تمام حروف کو تشدید سے خالی رکھیں، البتہ حرکت لگائیں گے۔ جیسے: کٓھیٰعٓصٓ ذِکر اور اسی مذہب پر عمل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبِ ثانی:

سابقہ قواعد کے مطابق یہاں عمل ہو یعنی ادغامِ کامل کی صورت میں مدغم فیہ پر تشدید اور حرکت ہو جیسے: کٓھٰیٰعٓصٓ ذِکْرُ

ادغامِ ناقص کی صورت میں دونوں مذہب جاری ہوں یعنی مدغم فیہ میں تشدید دینا اور نہ دینا، لیکن حرکت دونوں حالتوں (مذہبوں) میں ہوگی جیسے: نٓ وَّالقلم، نٓ وَالقلم۔

حروفِ مظہر و مخفاۃ میں تشدید نہ دی جائے البتہ حرکت لگائی جائے۔ طٰسٓ تِلْكَ، صٓ وَالقرآن۔

فائدہ:

میم ساکنہ کے بعد اگر باء آجائے تو اس کا ضبط محققین کے نزدیک وہی ہے جو نون ساکنہ کے بعد حرفِ اخفاء آنے کا ہے، یعنی میم کو علامتِ سکون سے خالی رکھا جائیگا اور "ب" پر علامتِ تشدید نہیں لگائی جائیگی، البتہ حرکت لگائی جائیگی، گو بعض مصاحف میں میم پر علامتِ سکون لگائی گئی ہے۔

علامتِ تشدید کا ضبط

علماءِ ضبط نے حرفِ مشدد کی علامت کے لگانے اور نہ لگانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ بعض نقاطِ عراق نے کوئی علامت وضع نہ کرنے کا قول اختیار کیا ہے اور حروف کی دیگر حرکات کو کافی سمجھا ہے۔

جبکہ جمہور نے تشدید کی علامت وضع کی ہے لیکن اس کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے پس اس بارے میں دو مذہب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) یہ مذہب امام خلیلؒ اور انکے متبعین اور مشارقہ کا ہے جنہوں نے تشدید کی علامت ''ش'' وضع کی ہے۔ بغیر نقطوں اور پیٹ کے: مثال ''ﺳ''

اور یہ علامت حرفِ مشدد کے اوپر رکھی جائے گی اور اسے امام ابو داؤدؒ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر عمل ہے۔ جیسے: اللّٰهُ رَبُّنا۔

اور یہ ماخوذ ہے کلمہ ''شدّ'' یا ''شدید'' سے۔ یاد رہے کہ علامتِ تشدید کے ساتھ اس حرف کی حرکت بھی لگائی جائے گی۔

البتہ ضمہ اور فتحہ کی علامت تو تشدید کے اوپر ہی لگائیں گے، لیکن کسرہ کی علامت حرف کے بھی نیچے لگائیں، اور مصاحف میں کسرہ کی علامتِ تشدید کے نیچے اور حرف کے اوپر لگانے کا قول ضعیف ہے۔

(۲) یہ مذہب نقاط اہلِ مدینہ اور اندلس کا ہے جسے علامہ دانیؒ نے بھی اختیار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ علامتِ تشدید ''دال'' لگائی جائے، جو دو پروں والی اوپر کی طرف (قائمۃ الجناحین) حرف کے اوپر ہو، جبکہ حرف مفتوح ہو اور اگر حرف پر کسرہ ہو تو نیچے پر ہوں، اگر ضمہ ہو تو سامنے نیچے پر والی دال لگائی جائے مثال: ربّ۔

اس علامتِ دال کو انہوں نے ''شدّ'' کی دال سے لیا ہے اور شین پر دال کو ترجیح دی ہے، کیونکہ دال کا تکرار ہے۔ پس یہ حرفِ (د) کلمہ کا دو تہائی حصہ ہوا اور للأکثر حکم الکل۔

اس علامتِ تشدید کے ساتھ حرف کی حرکت کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

پہلا قول

علامتِ تشدید پر اقتصار و اکتفاء کیا جائے، کیونکہ علامتِ تشدید کے حرکت کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ علامتِ تشدید حرکت کی جگہ لگائی جاتی ہے، اسی قول کو امام ابو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داوٗدؒ نے اختیار کیا ہے اور یہی اصل کے زیادہ موافق بھی ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں قدیم مصحف میں نہیں تھیں۔ چونکہ یہ بعد میں وضاحت و بیان کے لئے وضع کی گئیں اور حرکت کے بغیر تشدید سے وضاحتِ حرکت ہو جاتی ہے، اس لئے اس کے لکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی رَبّ رَبّ، رَبّ۔

دوسرا قول

تشدید اور حرکت دونوں کی علامت لگائی جائے، تاکہ وضاحت خوب ہو جائے اور اسی قول کو بعض متاخرین نے راجح قرار دیا ہے۔ مثال: رَبَّ رَبُّ رَبِّ۔

تیسرا قول

اگر حرفِ مشدد کلمہ کے اخیر میں ہو تو حرکت اور تشدید دونوں کو جمع کیا جائے گا کیونکہ اخیرِ کلمہ محلِ اعراب ہوا کرتا ہے، جو محلِ تغیر ہے، اس لئے وہ وضاحت اور بیان کو زیادہ چاہتا ہے، ہاں اگر کلمہ کے پہلے یا درمیان حصے میں ہو تو تشدید پر اکتفاء کیا جائے گا۔ علامہ دانیؒ نے اسے قولِ حسن قرار دیا ہے۔ مثال: ربّهم، ربّهم، برب۔

علامتِ مد کی بحث

نقاطِ عراق نے سببِ مد ہی کو مد کے لئے علامت قرار دیا ہے اور مستقل علامتِ مد کے قائل نہیں ہیں، جبکہ جمہور فرماتے ہیں کہ مدِ طبعی (اصلی) پر زیادتی کے لئے کوئی علامت ہونی چاہیے، چنانچہ مد کی علامت پھیلی ہوئی اور بلندی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ مثلاً " ~ "

اور یہ علامتِ مد، کلمہ "مد" ہی سے ماخوذ ہے۔ میم کو مٹا کر اور دال کے بلند کنارے کو زائل کر کے، علامتِ مد لگانے میں اہلِ ضبط کا اختلاف ہوا ہے، جس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب:

حرف کے بالکل اوپر لگائی جائے جیسے: آ۔

امام ابوداؤدؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی معمول بہ بھی ہے۔

دوسرا مذہب:

حرف کے اختتام سے علامتِ مد کا آغاز کیا جائے جیسے: آ۔

یہ علامتِ مد اس وقت لگائی جائے گی جب کہ حرفِ مد کے بعد ہمزہ متصل ہو یا منفصل (مد کی قرأت کے مطابق)، ہاں جب مدِ منفصل میں قصر ہو تو مدِ طبعی ہونے کی وجہ سے علامتِ مد نہیں لگائی جائے گی۔

اسی طرح حرفِ مد کے بعد سکونِ اصلی ہو، چاہے تشدید ہو یا تخفیف، تو بھی علامتِ مد لگائی جائے گی جیسے: دآبّة ءآلْئٰن

(ملحوظہ: "قالا الحمد" اور "أفی اللّٰه" جیسی مثالوں پر علامتِ مد نہیں لگتی، کیونکہ حالتِ وصل میں حرفِ مد لفظاً باقی نہیں رہتا اور ضبط کا مدار وصل پر ہے۔ اسی طرح "متاب" جیسے کلمات پر علامتِ مد نہیں لگے گی، کیونکہ یہاں مد وقف کی صورت میں ہوتا ہے، سکونِ وقفی کی وجہ سے، جبکہ وصل کی حالت میں حرفِ مد تو ہے، لیکن سببِ مد نہیں۔ لہٰذا اس پر بھی علامتِ مد نہیں لگے گی، کیونکہ اعتبار وصل کا ہے)

مدِ بدل اور مدِ لین کا ضبط

مدِ بدل اور مدِ لین میں علامتِ مد نہیں لگائی جائے گی، البتہ اگر طول کیا جائے (روایتِ ورش کے مطابق) تو لگائی جائے گی۔ (ورش سے بطریقِ ازرق تین وجوہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدل میں ہیں، اور دو وجہیں طول، توسط لین میں ہیں۔)

توسط میں علامتِ مد نہیں لگائی جاتی حالانکہ یہ مدِ اصلی سے زائد مقدار ہوتی ہے، تاکہ وجہِ توسط اور وجہِ طول میں التباس نہ پیدا ہو جائے اور ہاں قصر میں تو کسی نے بھی علامتِ مد نہیں لگائی۔ امثال: ءَآمن اور شَیۡءٌ جبکہ طول پڑھا جائے۔

حرفِ مد کبھی رسماً ثابت ہوتا ہے جیسے: جـآء، یا کبھی محذوفاً۔ اگر محذوفاً ثابت ہو اور اس کے بعد ہمزہ ثابت ہو تو اس میں دو مذہب ہیں۔

اول

یہ کہ حرفِ محذوف کے ساتھ چھوٹے سے حرفِ مد کا الحاق کیا جائے، اور اس پر علامت لگا دی جائے۔ جیسے: شفعٓوٗاْ۔

یہی شیخین رحمہ اللہ کا مذہبِ مختار ہے اور یہی معمول بہ ہے۔

دوم

یہ کہ حرفِ مد کا محذوف کے ساتھ الحاق نہ کیا جائے، البتہ جگہ علامتِ مد لگا دی جائے۔ جیسے: شُفَعٰٓؤُاْ۔

حروفِ مسہّلہ

اگر ہمزہ کا تغیر تسہیل وحذف سے ہو جیسے: اسرآءِیل ، ھٰٓؤُلَآءِ اِن تو حالتِ قصر میں علامتِ مد نہیں لگائی جائے گی۔

حروفِ مدہ محذوفہ

اور جب حروفِ مد، مصحفِ عثمانی کے خط سے محذوف اور ساقط ہوں اور اس کے بعد ہمزہ اور سکون بھی نہ ہو جیسے: یاءِ زائدہ یا محذوفہ "یوم یات لا تکلم" میں

www.KitaboSunnat.com

اور "ان یھدین " میں اورھاءِ ضمیر صلہ کی ہو جیسے: ان ربہ، یا میمِ جمع کا صلہ ہو جیسے: مما رزقنھم، تو ایسے موقع پر علماءِ ضبط کے دو مذہب ہیں۔

مذہبِ اول

محذوف کا الحاق کیا جائے جیسے:

ربّہٖ رزقناھم وَ دعانِ ے (کما فی مصحف ورش وحفص)

اور اسے علامہ دانیؒ نے اختیار کیا ہے اور یہی صحیح اور معمول بہ ہے۔

مذہبِ دوم

یہ کہ محذوف کا الحاق نہ کیا جائے بلکہ اسکی جگہ مد رکھ دی جائے جیسے: دعانٓ إنّ ربہٓ، فیہٓ ھدی اور اسے امام ابوداوٗدؒ نے اختیار کیا ہے لیکن یہ معمول بہ نہیں۔

حروفِ مقطعات پر مد کا ضبط

اور رہے وہ حروفِ مد جو حروفِ مقطعات میں واقع ہیں تو علماءِ ضبط اس پر متفق ہیں کہ ان میں حروفِ مد کا الحاق نہیں ہوگا، اور ہاں علاماتِ مد کے لگانے میں اختلاف ہوا ہے۔ متقدمین کا مذہب یہ ہے کہ علامتِ مد نہیں لگائی جائے گی اور بعض متأخرین نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔

بعض دیگر متأخرین کی رائے یہ ہے کہ علامتِ مد لگائی جائے پھر قائلین کا اس کے محل میں اختلاف ہوا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حرف کے اوپر رکھی جائے جیسے: آلٓمٓ، اور یہی معمول بہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حرف کے آگے لگائی جائے یعنی حرفِ مد کے محل پر جو حرف کے بعد شروع ہوتا ہے جیسے: آلٓم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمزہ کے ضبط کی بحث

ہمزہ کے بارے میں درج ذیل جہات سے بحث کی گئی ہے۔

۱-ہیئت ۲-لون ۳-ہمزہ محذوفۃ الشکل کا محل

۴-موضعِ امتحان (ہمزہ) ۵-محلِ صورت ۶-لوازمِ تغیر ہمزہ

۱-ہمزہ کی ہیئت

ہمزہ کی ہیئت کے بارے میں دو مذہب ہیں:

اول

یہ گول نقطے کی صورت میں ہوگا جیسے حروف پر نقطے لگائے جاتے ہیں چاہے ہمزہ محققہ ہو یا مسہلہ، اور یہی مصاحف کے نقاط کا مذہب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمزہ اکثر صورت کا محتاج ہوتا ہے، اس لئے وہ حرکات کی طرح ہوگیا جو حروف سے جدا نہیں ہوتیں۔

دوم

یہ چھوٹی سی عین کی طرح ہو جیسے (ع) اور یہ نحاۃ کا مذہب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمزہ کی جگہ کا عین سے بھی استدلال کیا جاتا ہے، جیسے رأس کی جگہ رعس کہا جاتا ہے۔

اور اب ہمزہ محققہ ہونے کی صورت میں یہی معمول بہ ہے، یعنی عین کا سرا اس طرح "ء" اور جس ہمزہ میں تخفیف ہوئی ہو تو معمول بہ گول نقطہ ہے اس طرح "ہ"

۲-لون

پہلے ہمزہ کو مختلف رنگوں میں تسہیل، ابدال، حذف، نقل وغیرہ پر دلالت کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے لکھا جاتا تھا۔ پس اگر ہمزہ محققہ ہوتا تو گول نقطہ پیلے رنگ سے اور مسہّلہ ہوتا یا مبدلہ بالحرف المتحرک ہوتا تو لال رنگ سے، اگر منقولہ ہمزہ ساقط ہوتا یا حرفِ ساکن سے بدلا ہوا ہوتا تو کوئی علامت وصورت ہی نہیں دی جاتی۔

لیکن ہمزہ کے لون کے بارے میں یہ مذکورہ حکم ابتدائی زمانہ کا تھا، اب چونکہ طباعت کا دور ہے، اس لئے آج کل عین کا سرا بنایا جاتا ہے، بشرطیکہ ہمزہ محققہ ہو ورنہ اگر مسہّلہ یا مبدلہ بالحرف المتحرک ہو تو گول نقطہ بنایا جاتا ہے۔

حکمِ حرکتِ ہمزہ

ہمزہ محققہ پر حرکت لگائی جائے گی جیسے تمام حروفِ متحرکہ پر لگائی جاتی ہے۔ اور اگر مخففہ ہو تو تسہیل بین بین میں کوئی حرکت نہیں دی جائیگی (کیونکہ اس کی حرکت خالص نہیں رہتی) اور یہی معمول بہ ہے۔

اسی طرح ہمزہ مبدلہ من الحروف المدیۃ کو بھی حرکت نہیں دی جائے گی جیسے: ءامن۔ اور اگر حرف متحرک سے بدلا ہوا ہے جیسے: " لئلا سے لِيَئَلَّا" تو اس میں دو قول ہیں:

اول

یہ کہ حرکت دی جائے جیسے محققہ کو دیتے ہیں۔

دوم

یہ حرکت نہ دی جائے۔

پہلا قول معمول بہ ہے۔

رہا وہ ہمزہ جو حرف مد سے بدلا ہوا ہو تو اس کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) مفردہ جیسے: ارأیت (ابدال کی قرأت پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) مجتمع مع الغیر فی کلمۃ یعنی دو ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں جن میں سے دوسرا ہمزہ وصلی ہو جیسے: " ءآلذّٰکرین" وغیرہ۔

(۳) مجتمع مع الغیر "یعنی ایک کلمہ میں دو ہمزہ ہوں لیکن دوسرا وصلی نہ ہو اور اس کے بعد ساکن حرف ہو جیسے: "ءآنذرتھم " ابدال کی قرأت پر۔

(۴) مجتمع مع الغیر یعنی دو ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں اور دوسرے کے بعد حرکت عارضی ہو جیسے: "ءآلْئٰنَ" (ابدال ونقل کی قرأت پر)

(۵) مجتمع مع الغیر ہو اور دو ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں اور ان کے بعد حرکت اصلی ہو جیسے: "ءآلِد" (ابدال کی قرأت پر)

(٦) مجتمع مع الغیر فی کلمتین دو ہمزہ دو کلموں میں ہوں جیسے: شَآءَ اَنْشَرَہ

پس پہلی اور دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ ہمزہ اور اس کی حرکت کو حذف کر کے ہمزہ کی جگہ مد لگایا جائے جیسے: "أرأيت، ءآلذّٰکرین"

تیسری قسم میں ہمزہ اور اس کی حرکت حذف کی جائے گی، بعض نے کہا کہ ہمزہ کی جگہ مد بھی لگایا جائے بعض نے کہا نہیں۔لیکن عمل مد لگانے پر ہے۔جیسے: "ءآنذرتھم"

چوتھی قسم میں ہمزہ حذف ہوگا اور مد صرف حالتِ مد میں لگائی جائے جیسے: "ءالئٰنَ" اور اسی پر عمل ہے۔

پانچویں اور چھٹی قسم میں ہمزہ اور اس کی حرکت حذف کی جائے گی اور مد نہیں لگایا جائے گا جیسے: " ءالِد" "شَآءَ اَنْشَرَہ"

احوالِ ہمزہ:

ہمزہ کی دو صورتیں ہیں، یا تو مفردہ ہوگا یا مجتمع مع الغیر، مفردہ ہو تو اس کی کوئی صورت ہوگی یا نہیں؟ پس مفردہ کی صورت ہو تو بشکل الف ہوگا۔جیسے: "ســـال" یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشکل واؤ جیسے: "لؤلؤ" یا بشکل یاء جیسے: "بارئکم" اور جس کی کوئی صورت نہ ہو تو اس وقت ہمزہ شروع میں آئے گا جیسے: "ءادم" یا درمیان میں جیسے: "لـرءوف" یا آخر میں جیسے: " السماء"

اور اگر مجتمع مع الغیر ہو تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

اول

مختلفتین جیسے: "أَإِفکا أَؤُنَبِّئُکُم"

دوم

متفقتین جیسے: ءأنذرتھم

متفقتین میں ایک کا حذف واجب ہے جبکہ صورت ایک ہو، تاکہ اجتماعِ صورتین لازم نہ آئے۔

پس امام فراء کا مذہب یہ ہیکہ پہلے ہمزہ کی صورت کو مطلقاً باقی رکھا جائے کیونکہ ہمزہ کلام کی صدارت چاہتا ہے۔ اور دوسرے ہمزہ کی صورت کو آخر میں آنے کی وجہ سے حذف کیا جائے گا۔

جبکہ امام کسائی کا مذہب اس کے برعکس یہ ہے کہ دوسرے ہمزہ کی صورت کو مطلقاً باقی رکھا جائے، کیونکہ یہ اصلِ کلمہ بنتا ہے اور پہلے کی صورت کو حذف کر دیا جائے کیونکہ یہ زائد بھی ہوتا ہے۔

علماءِ ضبط نے دونوں مذہبوں کو لیا ہے اور یوں تطبیق دی ہے کہ متفقتین فی الحرکۃ میں مذہبِ کسائی کو لیتے ہوئے دوسرے ہمزہ کا اثبات کیا ہے اور مختلفتین فی الحرکۃ میں امام فراء کا مذہب لیتے ہوئے پہلے ہمزہ کی صورت کو ثابت رکھا ہے۔

اور جہاں تین ہمزہ جمع ہو جائیں اور ایک کی صورت ثابت ہو جیسے: ءالھتنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ءأامنتم (جو اِستفہام پڑھتے ہیں)

پس اس کے ضبط میں ساٹھ تک اقوال ملتے ہیں لیکن تین قوی ہیں جو یہ ہیں:

اول

پہلے ہمزہ کی صورت کو حذف کرنا اور دوسرے کو بشکل الف لکھنا اور تیسرے کی جگہ چھوٹا الف لکھنا جیسے: ءأ الِھتنا اور اسی پر عمل ہے۔ (ہمزہ ثانیہ کی تحقیق و تسہیل کے مطابق ہیئت کی رعایت کرتے ہوئے۔)

دوم

یہ کہ پہلے ہمزہ کی صورت حذف کرنا اور تیسرے کی جگہ الف لکھنا اور دوسرے کی جگہ الف صغیرہ (الحاق) ڈال دینا۔ جیسے: ءاا لھتنا

سوم

پہلے اور دوسرے کی صورت کو حذف کرنا اور تیسرے کی جگہ الف لکھنا جیسے: "ءءالھتنا"

موضعِ ہمزہ

ہمزہ کی کوئی بھی صورت ہوگی یا نہیں؟

اگر کوئی صورت نہ ہو تو سطر پر لکھا جائے گا مطلقاً یعنی اول کلمہ میں ہو جیسے: "ءادم" یا درمیان میں ہو جیسے: "لرءوف" یا آخر میں ہو جیسے: "السماء"

یہ اس صورت میں جبکہ وہاں لفظ میں لمبائی (کی جگہ) موجود نہ ہو۔ وگرنہ اسی پر (اس لمبائی کی جگہ میں) ہمزہ لگا دیا جائے گا چاہے متصل ہو جیسے: "شطـئہ" یا منفصل ہو جیسے: "شطئہ" اور اسی اوّل الذکر پر عمل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب ہمزہ کی صورت ہو تو اسی کے اوپر ہمزہ لگائیں گے، خواہ وہ بشکل الف ہو جیسے: " أخذ " یا بشکل واوٌ ہو جیسے: "یکلؤکم " یا بشکل یاء ہو جیسے: " لئلا "۔ مذکورہ صورتوں میں ضمہ کی حرکت ہو یا فتحہ یا کوئی سکون ہو، البتہ کسرہ کی صورت میں اس صورت وشکل کے نیچے ہمزہ لگایا جاتا ہے۔

جیسے: بشکل الف: إنّا بشکل یاء "الملائِکة" اور بشکل واوٌ "اللُّؤلُوِٕ المکنون"

ہمزتین میں ادخال کی صورت میں اہلِ ضبط کے ہاں دو طریقے رائج ہیں:

ایک یہ کہ درمیان میں چھوٹا سا الف لکھ دیتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ ہمزتین کے درمیان چھوٹا سا خط لکھ دیتے ہیں (کھینچ دیتے ہیں) پہلا طریقہ معمول بہ ہے۔

پہلے کی مثال ءَا أنذرتھم دوسرے کی مثال: ءَ-أَنذرتھم

الف (ہمزہ الوصل) کا ضبط

الف وصلی پر دلالت کرنے والی علامت کے بارے میں بحث دو عنوانوں پر منحصر ہے ایک اس کی ہیئت، دوسری اس کے محل۔

ہیئتِ الف

اس کے بارے میں چار مذہب ہیں۔

اول

بعض مشارقہ کا مذہب ہے کہ اس الف کے بالکل اوپر صاد کا سرا بنایا جائے جیسے: " ص " اور یہی معمول بہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم

یہ بھی بعض دوسرے مشارقہ کا مذہب ہے کہ الٹی دال بنائی جائے جیسے: "ۥ"

سوم

علامہ دانی کا مذہب یہ ہے کہ چھوٹا سا دائرہ بنایا جائے جیسے: "ہ"

چہارم

یہ اکثر مغاربہ کا مذہب ہے کہ چھوٹا سا خط کھینچ دیا جائے جیسے: "-" البتہ فتحہ میں اوپر، کسرہ میں نیچے اور ضمہ میں درمیان میں رکھا جائیگا۔

ماقبل پر وقف متصور کر کے ہمزۃ الوصل پر وہ حرکت لگا دی جاتی ہے جو حرکت اس سے ابتداء کرنے پر مناسب ہوتی جبکہ ماقبل پر وقف کرنا صحیح ہو، ورنہ علامت سے خالی رکھا جاتا ہے جیسے ہمارے دیار کے مصاحف میں ہوتا ہے۔

محل الف

ہیئت الف کے بارے میں جن حضرات علماء ضبط کے نزدیک صاد کا سرا یا الٹی دال یا گول چھوٹا سا دائرہ ہوتا ہے تو وہ الف کے اوپر مطلقاً رکھا جاتا ہے۔

اور جو خط کھینچنے کا قول اختیار کرتے ہیں ان کے نزدیک ماقبل کی حرکت کے تابع ہو کر لگایا جائے گا، پس ماقبل حرف مفتوح ہو تو الف کے اوپر جیسے: "هُوَ اَللّٰه" اگر مکسور ہو تو نیچے، جیسے: "وَلِلَّهِ اِلعِزَّة" اگر مضموم ہو تو الف کے درمیان میں یہ خط لگایا جائے گا جیسے: "وَلَهُ المثل"

ابتداء الف وصل کا ضبط

الفِ وصل سے ابتداء کریں تو اس کی ضبط میں کوئی علامت نہیں ہونی چاہئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہی قیاس کا تقاضہ ہے لیکن اہلِ ضبط نے اس میں اختلاف کیا پس مشارقہ نے علامت وضع نہ کرنے کو ترجیح دی ہے اور اسی پر ان کے یہاں عمل ہے کیونکہ ضبط میں نقط کی بنیاد حالت وصل پر ہے نہ کہ وقف وابتداء پر۔

جبکہ غیر مشارقہ نے ایک سبز نقطہ اسکی علامت وضع کی ہے جو الف وصل کی حرکت کی جگہ اور اس کے موافق حرکت کے مطابق لگائی جائے گی۔ پس اگر الف وصل کی ابتداء فتحہ سے ہوتو اوپر جیسے: قـــال ٱللّٰه اور ضمہ سے ہوتو سامنے جیسے: محظوراً ۱ٔ نظر اور کسرہ سے ہوتو نیچے جیسے: ان ٱرتبتم

مذکورہ علامتِ ابتداء الفِ وصل اسی وقت لگائی جائے گی جب کہ اس الفِ وصل سے ابتداء اور اس کے ماقبل پر وقف کرنا ممکن اور صحیح ہو، وگرنہ علامت نقطہ ابتداء نہیں لگائی جائے گی اور یہ کل چھ حروف ہیں جن سے ابتداء کرنا اور ان پر وقف کرنا صحیح نہیں ہوتا۔ ان حروف کا مجموعہ یہ ہے: "فکل وتب" مثالیں: فاللّٰه

کالطود، والطور، تاللّٰه، باسم۔

ہمزہ منقولہ کا ضبط

نقل کی بحث درج ذیل چار عنوانوں میں منحصر ہے۔

۱)حرکت منقولہ ۲)ہمزہ منقولہ ۳)علامتِ نقل ۴)محلِ علامت

(۱)حرکت منقولہ

وہ ہمزہ جس کی حرکت ماقبل حرف کو دی گئی تو اس کی حرکت حالتِ وصل میں ساقط ہوگی لیکن حالتِ ابتداء میں ثابت رہے گی اور یہ ہمزہ وصلی کی طرح ہو جائے گی۔

پس ایک گول دائرہ اس پر لگایا جائیگا جو حرکت کے سقوط پر دلالت کرے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ہمزہ وصلی میں لگایا جاتا ہے البتہ ان دونوں میں فرق تعبیر کا ہوگا کہ ہمزہ کے دائرہ اور نقطہ کو ''صلہ'' اور ہمزہ نقل کو ''دائرہ'' (جرۃ) سے تعبیر کیا ہے۔

پس یہ دونوں وجود اور محل کے حکم میں یکساں ہیں۔

ہمزۂ منقولہ کا حکم

ہمزہ منقولہ کا ماقبل حرکت اگر مفتوح پڑھا جائے جیسے: ''قَدَ اَفۡلَحَ'' تو الف کے اوپر، مکسور ہو تو نیچے جیسے: ''مِن اِملَٰقٍ'' اگر مضموم ہو تو درمیان میں علامتِ نقل ڈالی جائے گی۔

البتہ بعض حضرات نے حالت مضموم کی دونوں صورتوں میں یہ فرق کیا ہے کہ ہمزہ وصلی اگر حالتِ مضموم میں ہو تو نقطہ الف کے درمیان دائیں طرف لگایا جائے اور ہمزہ نقل پر بائیں طرف لگایا جائے۔ جیسے: ''اعۡبُدُوا'' اور ''اُجِلَّت''۔

علامتِ نقل

مذکورہ بالا حکم ہمزہ منفصلہ کا ہے جبکہ ہمزہ موصول ہو جیسے: ''ردءًا'' یا ''الاٰزفۃ'' تو علامت دائرہ کی بالکل نہیں لگائی جائے گی اور یہی معمول بہ ہے۔

اور ہاں جب ہمزہ کی کوئی صورت نہ ہو جیسے تنوین میں ہوتا ہے مثلاً ''حمیمٍ ءَانٍ'' تو علامت ضبط الف کے درمیان میں لگایا جائے گا۔ جیسے: ''حمیمٍ ۔انٍ''۔

محذوف الرسم کا ضبط

وہ حروف جو رسمِ عثمانی میں محذوف ہیں تو لفظ تقاضہ کرتا ہے کہ وہ موجود ہوں، اس لئے اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے علامت وضع کرنے کی ضرورت پیش آئی تا کہ کوئی خطأ محذوف ہونے سے یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ لفظاً بھی ساقط ہوں گے۔ اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف جو کثرت سے محذوف ہوتے ہیں تین ہیں۔ واؤ، الف، یاء۔ جنہیں حروف علت کہتے ہیں۔

اور قلیل الحروف نون اور مشابہ نون یعنی تنوین ہے۔

حروفِ علت کے حذف کی تین وجہیں ہیں:

۱) اجتماع مثلین ۲) اختصار ۳) محذوف کے عوض کا موجود ہونا

(۱) اجتماع مثلین

یہ یا تو ہمزہ کی صورت ہوگی یا نہیں، اگر ہمزہ کی شکل میں ہے تو یا ساکن ہوگا یا مضموم یا مشدد۔

پس اگر پہلا ہمزہ ساکن اور دوسرا اصلی ہو یا صیغہ جمع پر دلالت کرے تو اس کے الحاق اور عدم الحاق میں اختیار ہے۔

چاہے مثلین دو الف ہوں: جیسے: تَرَآءَا الجمعن

یا دو عکس ہوں جیسے: النَّبِیّٖنَ

یا دو عکس ہوں جیسے: لِیَسُـٔوْا

اجتماع مثلین ساکن بشکل ہمزہ:

مثلین دو الف

"تَرَآءَا" میں دو الف جمع ہیں، جن میں سے پہلا جو راء کے بعد ہے وہ وزن تفاعل کی بناء کا ہے اور دوسرا الف لام کلمہ کے مقابلہ میں "اصلی" ہے۔ اور تمام مصاحف میں ایک الف سے یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔

شیخین نے پہلے الف کے حذف کا بھی احتمال ذکر کیا ہے اور دوسرے کا بھی۔

پہلے قول (احتمال) کے مطابق ضبط: تَرَآءَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے قول (احتمال) کے مطابق ضبط کے دو طریقے ہیں:

۱) تَرَآءَا ۲) تَرَ ٓءَا

مذکورہ تین صورتوں میں دوسری صورت معمول بہ ہے۔

النَّبِيِّيِّنَ امام نافع کی قراءت کے مطابق جس میں دو یاء جمع ہیں، ان میں سے پہلی ''فعیل'' کے وزن پر بناء کلمہ کی ہے۔اور دوسری علامتِ جمع واعراب ہے۔جبکہ تمام مصاحف ایک یاء کے لکھنے پر متفق ہیں۔پس جائز ہے کہ پہلی یاء محذوف ہو یا دوسری یاء۔امام ابوداؤد نے دوسری یاء کو ترجیح دی ہے۔

پہلی یاء کے حذف پر دو صورتیں ہیں: ۱) النَّبِيِّنَ ۲) النَّبِيِّنَ

اور دوسری یاء کے حذف پر یہ صورت ہوگی: النَّبِيِّنَ

مذکورہ تین صورتوں میں تیسری صورت معمول بہ ہے۔

مثلین دو واؤ

لِيَسُـُٔوا میں قراءت مدنی، ابوجعفر، مکی بصری، یعقوب اور حفص رحمہم اللہ کے مطابق دو واؤ جمع ہیں۔پہلا کلمہ کا حصہ ہے، یہ وہ ہے جو سین کے بعد ہے اور دوسرا جمع کا واؤ ہے جو ہمزہ کے بعد ہے۔اور تمام مصاحف ایک واؤ سے لکھنے پر متفق ہیں۔

پس اس میں بھی جائز ہے کہ پہلا واؤ محذوف ہو یا دوسرا۔پس پہلے واؤ کے حذف پر دو صورتیں بنیں گی۔۱) لِيَسُـُٔوا ۲) لِيَسُـُٔوا

اور دوسرے کے حذف پر یہ شکل ہوگی: لِيَسُوٓءُا

ان تینوں میں معمول بہ پہلی صورت ہے۔

اجتماع مثلین مضموم بشکل ہمزہ

اور رہا وہ اجتماع مثلین جو بشکل ہمزہ ہو اور مضموم ہو تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماع مثلین بشکل ہمزہ ساکن کا ہے یعنی الحاق اور عدم الحاق۔ مثلاً: یَلْوُوْنَ اور وُوْرِیَ

ان کی بھی وہی شکل بنیں گی جو ماقبل میں "لِیَسُوْٓءُوْا" کے تحت گزریں اور معمول بہ قول مثال میں دیا گیا ہے۔

اجتماع مثلین مشدد بشکل ہمزہ:

اس کی مثال امام نافع کے علاوہ کی قرأت پر ہوگی، وہ یہ ہے:

اَلْاُمِّیّٖنَ، النَّبِیّٖنَ، رَبّٰنِیّٖنَ، اور الْحَوَارِیّٖنَ

پس اس کا حکم بھی بالکل مذکورہ بالا "یَلْوُوْنَ" کی طرح ہے۔

تتمہ

یلوون کی تفصیل:

"یَلْوُوْنَ" میں دو واؤں جمع ہیں پہلا عین کلمہ کا ہے اور دوسرا علامت جمع کا ہے جبکہ مصاحف ایک واؤ کی کتابت پر متفق ہیں۔ لہٰذا یہاں بھی ممکن ہے کہ پہلا واؤ محذوف ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرا محذوف ہو۔

پہلے کے حذف پر شکل یہ ہوگی: یَلْوُٗنَ

دوسرے کے حذف پر ضبط دو طرح کا ہوگا۔ ۱) یَلْوُوْنَ ۲) یَلْوٗنَ

گویا تین شکلیں ہو گئیں جن میں سے دوسری معمول بہ ہے۔

وُوْرِیَ کی تفصیل:

یہ بھی ان کلمات میں سے ہے جن میں دو واؤ جمع ہوں۔ پہلا عین کلمہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا علامتِ فعل مجہول ہے اس کی کتابت پر بھی تمام مصاحف ایک واو پر متفق ہیں، یہاں بھی دونوں احتمال ہیں کہ پہلا محذوف ہو یا دوسرا۔

پہلا محذوف ہونے کی صورت میں ضبط یوں ہوگا: ۥوۥرِیَ

اور دوسرے کے حذف پر ضبط کے دو طریقے ہیں:۱)وُۥرِیَ ۲) وُ رِیَ

گویا کل تین صورتیں ہوگئیں ان میں سے معمول بہ دوسری صورت ہے۔

مذکورہ بحث کے ملحقات

"جـآءَنا" امام نافع، مکی، اور شامی کی قرأت کے مطابق ہے۔ جس کے لکھنے کے تین طریقے ہیں لیکن اس کا حکم "وۥرِیَ" کے حکم کے برعکس ہے۔ ۱) "جـآءَنـا" ۲) "جَـآءَنا" ۳) "جَـآءَنا" ان میں پہلا معمول بہ ہے۔

مزید تفصیل

یہ بھی ان جگہوں میں سے ہے جہاں دو الف جمع ہوں، پہلا اصلی، دوسرا تثنیہ کا۔ اس میں بھی مصاحف ایک الف کے رسم پر متفق ہیں اور اس میں بھی پہلے کا حذف بھی جائز ہے اور دوسرے کا بھی۔

پہلے کے حذف پر الحاق وعدم الحاق اور دوسرے کے حذف پر الحاق متعین ہے۔

حذف اختصار کا حکم

اگر حذف اختصار کی وجہ سے حرف مدہ کا حذف ہو تو، اس کا حکم محذوف کی صورت کا الحاق ہے اور اس الحاق کی ایک شرط یہ ہے کہ حرف محذوف کلمہ کے درمیان میں ہو، جس کے ماقبل اور مابعد کچھ (حرف) ہو اور یہ صرف الف میں ہوتا ہے۔ جیسے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعٰلَمِيْنَ، طٰلِحُ، الاَنْهٰرُ۔ اور یہ حذف واؤ یا یاء میں نہیں ہوتا کیونکہ وہ درمیان میں ساقط نہیں ہوتے بلکہ طرف (کلمہ کے آخر) میں ساقط ہوتے ہیں۔

پس الحاق کی دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا مابعد ساکن نہ ہو بلکہ متحرک ہو جیسے: "العلمین" وغیرہ۔

اور اگر مابعد ساکن ہو تو دو وجہیں جائز ہیں یعنی الحاق اور عدم الحاق، لیکن معمول بہ الحاق ہے۔

الحاق کا ضبط: صٰٓفّٰتٍ

عدمِ الحاق کا ضبط: صٓفّٰتٍ

لفظِ اسمِ جلالہ کا ضبط

لفظ اسم جلالہ (اللہ) پر بالاتفاق الف کا الحاق نہیں ہوگا تاکہ نام "اللّٰت" میں رسماً فرق ہو جائے۔

پس لفظاً اسم جلالہ کا ضبط یہ ہوگا: اَللّٰهُ

اور اللّٰت کا رسم یہ ہوگا: افرءیتم اللّٰت

اور جب حذف اختصار کی وجہ سے ہو اور محذوف حرف طرف میں ہو تو اس کا حکم حذف ہے یعنی عدم الحاق جیسے: "دُعَآءِ"

محذوف کا عوض موجود ہونے پر ضبط

اگر حذف، محذوف کا عوض موجود ہونے کی وجہ سے ہو تو اس کے عوض کا حکم واؤ اور یاء میں الحاق کا ہے۔ ہاں جب یہ متطرف ہوں اور مابعد ساکن ہو تو الحاق نہیں ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول کی مثال: الصّلوٰۃ مُوسیٰ مفتریٰ

ثانی کی مثال: عیسیَ ابنُ مَریم موسَی الْکِتٰب

ملحقات

ادّٰرَءْتُمْ کا ضبط

یہ دونوں الف محذوف الرسم ہیں، اس میں دو الفوں کا الحاق متعین ہے ایک وہ جو دال کے بعد ہے دوسرا جو راء کے بعد ہے، اس کا ضبط اس طرح ہے۔ فادّٰ ارٰ ءتم

إیلافهم کا ضبط

اس میں یاء کا الحاق متعین ہے اس کے لکھنے کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ باریک یا سرخ روشنائی سے لکھا جائے دوسرے یہ کہ باریک قلم سے مابعد والے لام سے ملا کر لکھا جائے

پہلے کی مثال: اِیلٰفِهم (مغاربہ کے نزدیک)

دوسرے کی مثال: اِۦلٰفِهم (مشارقہ کے نزدیک)

عند المشارقہ معمول بہ دوسری صورت ہے اور عند المغاربہ پہلی صورت معمول بہ ہے۔

حیّ کا ضبط

امام نافع، بزی اور شعبہ رحمہم اللہ کی قرأت اظہار کے مطابق جو سورۃ انفال رکوع ۵ میں ہے، اس کا ضبط یہ ہے کہ ''حیَ'' میں حاء اور یاء کے درمیان خط (سطر) پر ہی یاء کا الحاق کریں گے تا کہ یاء کی حرکت ظاہر ہو جائے کیونکہ حرکت، حرف کے بغیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پائی جاتی۔ اور تمام مصاحف میں یہ لفظ ایک یاء کی رسم پر متفق ہیں۔ اس کا ضبط یوں ہے۔ "مِنْ حیی" مصحف ورش میں الحاق یاء باریک قلم کے ساتھ ہے اور نقطے بھی باریک ہیں۔

باب ننجی کا ضبط

یہ لفظ بھی تمام مصاحف میں ایک نون سے لکھا ہوا ہے جو دو جگہ سورۃ یوسف اور انبیاء میں ہے۔ پس قراءتِ اظہار کے مطابق اس کا ضبط الحاق نون کے ساتھ ہے۔ لیکن ضبط میں فرق ہے۔

مشارقہ کے نزدیک ضبط:۔ نُنْجِی

مغاربہ کے نزدیک ضبط:۔ نُنجِی (دوسرا نون باریک خط کے ساتھ)

باب "یستحی" کا ضبط

اس باب سے جو بھی صیغہ آئے، اس میں یاء کے حذف کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ پہلی یاء حذف ہو تو اس کا ضبط یوں ہوگا "یَسْتَحْیِۦ"

دوسرا قول یہ کہ دوسری یاء حذف ہو جس کا ضبط یوں ہوگا۔

یستحی ے اور یہی دوسرا قول معمول بہ ہے۔ (عندالمشارقہ والمغاربۃ)

باب تؤی کے ضبط میں مذاہب:

اس میں تین مذاہب ہیں:

۱) ہمزہ کی صورت کا عدم الحاق جیسے: وَتُـوِی

۲) ہمزہ کی صورت کا الحاق جیسے: وَتُـٔوِی

۳) ہمزہ کی صورت کا اثبات اور حرف ثانی کا الحاق جیسے: وَتُؤْوِی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں پہلا مذہب معمول بہ ہے۔ یہی تینوں مذہب جاری ہوتے ہیں ہر اس کلمہ میں جس میں دو مثلین جمع ہوں اور پہلا بشکل ہمزہ ہو مثالیں یہ ہیں۔

مُسْتَهْزِءُوْنَ   مَسْئُوْلًا   مُتَّكِئِيْنَ   وَرِءْيًا

الرءيا، رءياك اور رُءيى کا ضبط

اس میں دو مذہب ہیں:

۱) ہمزہ کی صورت سے استغناء (اور نہ لکھنا) جیسے: الرُّءْيَا، رُءْيَاكَ، رُءْيَىَ

۲) ہمزہ کی شکل کے نیچے واؤ کا الحاق جیسے: الرُّؤْيَا، رُؤْيَاكَ، رُؤْيَى

معمول بہ پہلا مذہب ہے۔ بعض نے "امتلأت" اور "اطمأننتم" میں بھی یہی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

اولیاء مضاف الی الضمیر کا ضبط

کلمہ اولیاء جو ضمیر متصل سے ملا ہوا ہو جو چھ جگہ آیا ہے۔ اس میں بنیادی طور پر دو مذہب ہیں (الف) حذف صورت ہمزہ (ب) اثبات ہمزہ

حذف صورت ہمزہ کے لکھنے کے دو طریقے ہیں:

۱) أَوْلِيَآؤُهُمْ   ۲) أَوْلِيَـٔهُمْ

اور اثبات ہمزہ کے لکھنے کے بھی دو طریقے ہیں:

۱) أَوْلِيَآؤُهم   ۲) اولیاؤُهم

مذکورہ بالا مجموعی طور پر کل چار صورتوں میں سے تیسری صورت معمول بہ ہے۔ اسی طرح کلمہ "جزآءہ" میں بھی اولیاءہ کی طرح کل چار طریقے ہیں لیکن معمول بہ چوتھی صورت یعنی اثبات ہمزہ ہے۔ جس کا ضبط یوں ہیں "جَزَآؤُهٗ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاتأمنا میں اشمام کا ضبط

اس میں ضبط کے دو طریقے ہیں۔

۱) میم اور نون کے درمیان ایک نقطہ ڈال دیا جائے جو اشمام پر دلالت کرے۔

جیسے: لَا تَأْمَنَّا

۲) میم اور نون کے درمیان ایک خط کھینچ دیا جائے جیسے: لَا تَأْمَـنَّا

مؤخر الذکر قول میں دوسرا یہ بھی ہے کہ نون کے بعد خط کھینچا جائے جیسے:

لَا تَأْمَنَّـا

روم کی قرأت کے مطابق ضبط

اس میں بھی دو مذہب ہیں

۱) سرخ نون کا الحاق یا چھوٹی سی نون جیسے: لَا تَأْمَـنْنَا

۲) اشمام کی طرح میم اور نون کے درمیان نقطہ جیسے: لَا تَأْمَـنَّا

مؤخر الذکر معمول بہ ہے اور فرق صرف قصد کا ہوگا۔

اشکال:

لَا تَأْمَـنَّا میں روم کی قرأت پر نون پر تشدید نہیں آنی چاہئے، کیونکہ یہ ادغام کی قرأت سے ملتبس ہو جاتا ہے اور پھر یہ تشدید ادغام کامل پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ دیگر مواقع میں اخفاء (روم) کی قرأت پر تشدید نہیں لگائی جاتی۔

جواب:

اس کے جواب میں علامہ منجرۃ فرماتے ہیں: "لا یصح ولا یتبع علیہ والمعتمد ھوالذی علیہ العمل اخفاء الحرکۃ ولا شد معہ"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مفہوم یہ ہے کہ روم کے ساتھ تشدید نہیں لگائی جائے اور یہی معمول بہ ہے۔ابن عاشر کے کلام کا حاصل بھی یہی ہے کہ

أن الشد لا يجعل مع الحاق النون

وقال ابن القاضي هذا هو المشهور وبه العمل وغيره باطل

رسماً زائد حروف کا ضبط

حروف ھجاء میں سے تین حرف ایسے ہیں جو مصاحف کی رسم میں زیادہ کئے ہوئے ہیں وہ الف، یاء اور واؤ ہیں۔اور یہاں مقصود ان علامتوں کا ذکر کرنا ہے جو ان حروف پر لگائی جاتی ہیں تا کہ اس بات پر دلالت کریں کہ یہ حروف خطاً تو زائد ہوتے ہیں اور لکھے جاتے ہیں لیکن لفظاً پڑھے نہیں جاتے۔علامت کے بارے میں معمول بہ قول یہ ہے کہ حرف زائد کے اوپر چھوٹا سا دائرہ بنا دیا جاتا ہے۔جیسے:"٥"

جبکہ ضعیف قول یہ ہے کہ دو الف جو ایک دوسرے میں معانقہ کئے ہوئے ہیں۔

جیسے:"X"

الف زائد کی بحث

وہ الف جو ایسی علامت کا محتاج ہوتا ہے جو یہ بتائے کہ یہ زائد ہے اس کی دس قسمیں ہیں۔

(۱) وہ الف جو ہمزہ مفتوحہ کے بعد ہو اور لام سے معانقہ کئے ہوئے ہو اس میں راجح قول یہ ہے کہ دوسرا الف زائد ہوتا ہے اور پہلا ہمزہ کی شکل میں ہوتا ہے۔

جیسے: لَأَاْذْبَحنه لَأَاْوْضَعوا لَأَاْتوها لَأَاْنْتُم

مذکورہ کلمات میں صرف لأذبحنه میں الف کی زیادتی معمول بہ ہے اور باقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمات میں حذف ہے۔

(۲) وہ الف جو ہمزہ مکسورہ سے پہلے ہو اور وہ لام سے ملا ہوا ہو جیسے:

لَاِاْلَی اللّٰہ ، لَاِاْلَی الجحیم

ان دونوں میں معمول بہ الف کی زیادتی نہ ہونا ہے۔

(۳) وہ الف جو ہمزہ مکسورہ اور مفتوحہ کے درمیان ہو۔ جیسے:

مائْتَین ثَلٰثُ مائَۃٍ

(۴) الف ایسی یاء سے پہلے واقع ہو جو کسرہ سے پیدا ہونے والی ہو، یعنی کسرہ اور یاء کے درمیان الف زائدہ۔ جیسے: وَجِاْیٓءَ

(۵) وہ الف جو فتحہ اور یاء ساکنہ کے درمیان ہو جیسے:

تاْیْئَسُوْا، یَاْیْئَس، لِشَاْیْءٍ، استاْیْئَسَ۔

ان سب میں اثبات الف ہے جبکہ معمول بہ "فلما استیئسوا" اور "اذا استیئس" میں حذف ہے۔

(۶) الف اگر واؤ متطرفہ کے بعد واقع ہو جو جمع پر دلالت کرے جیسے:

قَالُوْا تاْیْئَسُوا

(۷) وہ الف جو واؤ مفرد کے بعد آئے جیسے: اَدْعُوْا

(۸) الف ایسی متطرفہ واؤ کے بعد واقع ہو جو ہمزہ کی خلاف قیاس شکل ہو۔ جیسے:

تَفْتَؤُاْ جَزَآؤُاْ (اور ان باب سے جو بھی آئے)

(۹) الف زائد واقع ہو ایسی واؤ کے بعد جو الف متطرفہ کے عوض میں ہو جیسے:

الرِّبَوٰاْ

(۱۰) الف زائد ہو ایسی واؤ کے بعد جو ہمزہ کی موافق قیاس کی شکل ہو جیسے:

ان امرُؤُاْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مذکورہ دس اقسام کے علاوہ چار اقسام مزید ہیں۔

۱) لِأَهَبَ (یاء کی قراءت پر) ۲) ابْن

۳) اذًا، لَنَسْفَعًا، لَيَكُونًا ۴) لٰكِنَّا، اَنَا، الظُّنُونَا وغیرہ۔

ان مذکورہ چار اقسام میں پہلے تین کے اندر علامت نہیں لگائی جائے گی جبکہ چوتھی صورت میں دائرہ بنایا جائے گا ہاں اگر الف کے بعد حرف ساکن آجائے تو وہاں دائرہ نہیں بنایا جائے گا جیسے: أَنَا النَّذِيرُ

یاءِ زائدہ کی بحث

وہ یاء جو ایسی علامت کی محتاج ہو جو اس کی زیادتی پر دلالت کرے، اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) یاء ہمزہ مکسورہ کے بعد زائد ہو جس سے پہلے الف نہ آیا ہو۔ جیسے:

أَفَإِين مَّاتَ من نَّبَإِی الْمُرْسَلِينَ مَلَإِی

(۲) وہ یاء جو ہمزہ مکسورہ کے بعد واقع ہو جس سے پہلے الف ہو جیسے: تِلْقَآءِیْ وغیرہ الّٰئِیْ (اس قرأت کے مطابق جس میں یاء زائدہ ہو) یہاں دائرہ نہ بنانا معمول بہ ہے۔

(۳) یاء زائد ہو یا ساکنہ کے بعد ہو۔ جیسے: بِأَيْيْدٍ مختار قول کے مطابق اس پر دائرہ ہے۔ بِأَيِّيكُمُ الْمَفْتُونُ جو سورہ ن میں ہے اس کا ضبط یہ ہے پہلی یاء کو علامت سے خالی رکھا جائے اور دوسری یاء کو ادغام کی وجہ سے مشدد لکھا جائے جیسے:

بِأَيِّيكُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واؤزائدہ کی بحث

وہ واؤ زائدہ جس پر علامت زائد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے وہ ان چار مقامات پر آیا ہے جو ہمزہ مضمومہ سے شروع ہوتے ہیں:

۱) أُولُوا ۲) أُولت ۳) أُولِی ۴) أُولآءِ

یہ جیسے بھی آئیں۔

''سَأُوْرِيْكُمْ'' جو سورۃ اعراف اور انبیاء میں ہے اس کے واؤ پر گول دائرہ بنایا جائے گا۔

لَأُوْصَلِّبَنَّكُمْ جو سورۃ طٰہٰ اور شعراء میں ہے اس میں بعض مصاحف میں واؤ کے ساتھ ہے اور بعض میں بغیر واؤ کے، پس واؤ والے مصحف کے مطابق اس کے ضبط میں واؤ پر گول دائرہ بنایا جائے گا۔

''لام الف'' کی بحث

''لا'' یہ دوحرفوں سے مرکب ہے ان میں سے ایک ''لام'' اور دوسرا ''الف''۔ اس کی بلندی کی طرف دو کنارے ہوتے ہیں اور نیچے گول دائرہ نما ہوتا ہے علامہ دانی وغیرہ حضرات نے بیان کیا ہے کہ خلیل بن احمد کوفی اور اخفش نے اختلاف کیا ہے کہ ان میں سے کون سا الف ہے اور کون سا لام؟

خلیل نے فرمایا الف پہلا والا ہے اور دوسرا لام ہے جب کہ اخفش کا قول اس کے برعکس ہے۔

لیکن مغاربہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ پہلا حرف الف ہے اور مشارقہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ دوسرا حرف الف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیفیت ضبط

چنانچہ اسی مذکورہ اختلاف پر کیفیت ضبط کا اختلاف مبنی ہوگا جس کو انہوں نے تین احکام میں منحصر کیا ہے۔

(۱) اس ہمزہ کا حکم جو بشکل الف، لام سے ملا ہوا ہوتا ہے جیسے:

اَلْأَرْضَ اَلْأَنْهٰرَ

پس امام خلیل کے مذہب کے مطابق ہمزہ کو پہلے حرف پر لکھا جائیگا اور امام اخفش کے مطابق دوسرے حرف پر ہمزہ لکھا جائیگا۔

(۲) اگر الف پر مد ہے تو خلیل کے مذہب کے مطابق مد پہلے حرف پر اور اخفش کے مطابق دوسرے حرف پر رکھی جائے گی۔ جیسے:

امام خلیل کے مذہب پر لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

امام اخفش کے مذہب پر لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

(۳) اس ہمزہ کا حکم جو لفظاً ملا ہوا ہو، اس الف سے جو الف لام سے ملا ہوا ہو، خواہ الف سے متاخر ہو جیسے: هٰؤُلَاءِ یا متقدم ہو جیسے: لَأَكِلُوْنَ (عندالمشارقہ) ءَ لَاكِلُوْنَ (عندالمغاربہ)

امام خلیل اور مغاربہ کے مذہب کے مطابق یہ ضبط ہے۔ هَٰٓؤُلَآءِ

امام خفش اور مشارقہ کے مذہب کے مطابق یہ ضبط ہے۔ هَٰٓؤُلَآءِ

یاء متطرفہ کا ضبط

اس یاء کے بارے میں علماء ضبط کی دو اصطلاحیں ہیں۔

(۱) وقص: وہ یاء جو پیٹھ والی آگے کی طرف نکلی ہوئے ہو یعنی چھوٹی یاء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) عقص: وہ یاء جولیٹی ہوئی، لمبی ہو یعنی بڑی یاء۔

یاء موقوصہ کا ضبط یوں ہے۔ "ی"

یاء معقوصہ کا ضبط یہ ہے۔ "ے"

اس بارے میں علامہ دانیؒ سے کوئی تصریح نہیں ملتی البتہ امام ابو داؤد نے "فاذکرونی اذکرکم" کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ اس کی یاء بعض مصاحف میں وقص اور بعض میں عقص ہے۔ اور صاحبِ سفیر کے مطابق جو فتح کے ساتھ پڑھتے ہیں انکے ہاں وقص مستحب ہے، اور جو اسکان کے ساتھ پڑھتے ہیں، ان کے ہاں عقص ہے۔

یاءِ متطرفہ کی اقسام

اس کی آٹھ قسمیں ہیں۔

۱) مفتوحہ — انّ ولیَ اللّٰہ

۲) مکسورہ — فَبِاَیِّ

۳) ساکنہ حیّہ — ذَوَاتَیْ

۴) ساکنہ میتہ — اَلَّذِی

۵) منقلبہ — الْهُدٰی

۶) بصورت ہمزہ — کُلُّ امْرِی

۷) زائدہ — من نَّبَإِی

۸) مضمومہ — اللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِینَ

اہلِ ضبط کے نزدیک مذکورہ بالا اقسام کی تفصیل یہ ہے کہ مفتوحہ اور منقلبہ میں وقص اور مضمومہ میں دونوں اور مکسورہ اور ساکنہ کی دونوں قسموں میں عقص راجح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ زائدہ اور بصورت ہمزہ میں عقص متعین ہے۔لیکن آج کل آٹھوں قسموں میں وقص معمول بہ ہے۔

ھاء صلہ کا ضبط

صلہ پر دلالت کرنے کے لئے جو یاء لکھی جاتی ہے، ابن کثیرؒ کی قرأت کیمطابق، اس میں بھی عقص راجح ہے جیسے: "بہٖ کثیرا"

اسی طرح مثلین کے اجتماع کی وجہ سے حذف ہو اور اس کا الحاق کیا گیا ہے

خواہ متوسطہ ہو جیسے: الامّیّٖن

یاء متطرفہ ہو جیسے: لا یستحی ے

خاتمہ

علامتِ فواصل، علامتِ سجدات، علامتِ احزاب، ارباع، اخماس واعشار اور علامتِ سکت ووقف۔ یہ سب متأخرین کے نزدیک ہیں اس میں علماء کے تین قول ہیں۔

۱) مطلقاً جواز ۲) مطلقاً کراہت ۳) مصاحفِ تعلیم میں جواز اور مصاحفِ امہات میں عدم جواز

سکتہ کا ضبط

چھوٹا سا سین (س) لکھ دینا، اس حرف پر جس پر سکتہ کیا جائے گا۔

***

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر حالاتِ زندگی

حضرت مولانا قاری عبدالملک صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام ونسب :

آپکا اسمِ گرامی عبدالملک جو کہ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ کا تجویز کیا ہوا ہے، کیونکہ بچپن میں آپ کا نام خان ملک رکھا گیا تھا، دارالعلوم کراچی میں داخلے کے وقت حضرت بلند شہریؒ نے آپ کا نام تبدیل فرمادیا، آپ کا نسب نامہ کچھ یوں ہے، عبدالملک ولد شہزادہ ولد فتح محمد ولد اعظم دین ولد محمود۔

وطن :

آپ کی پیدائش ڈھوک بردہ (لوسر شرفو) مضافات واہ کینٹ ضلع راولپنڈی میں ہوئی، جہاں آپ کے جدِامجد جناب محمود صاحب تقسیمِ ہند سے کافی قبل اپنے اصل وطن کشمیر (تلواری ضلع بارہ مولا) سے ہجرت کرکے آئے تھے۔

ولادت :

۱۹۵۱ء آپ کا سنِ پیدائش درج ہے (اصل پیدائش اس سے قبل کی ہے لیکن محفوظ نہ ہونے کی وجہ سے صحیح معلوم نہیں) آپ جب بطنِ مادر میں تھے تو آپ کی والدہ ماجدہ کو اچھے اچھے خواب نظر آتے تھے، پیدا ہوئے تو نظر متأثر تھی، لکھنے پڑھنے کے قابل نہ تھی، ابھی آپ بالکل بچے تھے لیکن خاندانی پیر صاحب آپ کا اکرام کیا کرتے تھے، کہتے کہ یہ بچہ زندہ نہیں رہے گا، اگر زندہ رہا تو یہاں نہیں رہے گا۔

تعلیم :

قرآن کریم اپنے ہی علاقے میں مختلف اساتذۂ کرام سے پڑھا، پھر مزید تعلیم کے لئے گوجرانوالہ تشریف لائے اور چھ سال (٦٧ء تا ٧٣ء) میں درجہ سابعہ تک درسِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامی پڑھا اور ساتھ ساتھ حضرت مولانا قاری عبد الصمد صاحب مدظلہم سے تجوید اور قراء ات عشرہ کی تکمیل کی، اور دورۂ حدیث کے لئے کراچی تشریف لائے اور جامعہ دار العلوم کراچی سے دورۂ حدیث کیا، امتحان داخلہ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ نے لیا اور خصوصی شفقت سے نوازا۔

معروف اساتذہ:

آپ کے معروف اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم، حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ، حضرت مولانا قاری عبد الصمد صاحب مدظلہم شامل ہیں۔

اجازتِ حدیث:

آپ کو اجازتِ حدیث درج ذیل شیوخ سے حاصل ہے، حضرت مولانا عبد الرشید نعمانی صاحبؒ، شیخ عبد الفتاح ابوغدہؒ، شیخ محمد یاسین الفادانیؒ، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، جبکہ قراء ات کی اجازت قاری عبد الغنی صاحبؒ اٹکی، حضرت قاری تقی الاسلام دہلوی مدظلہم وغیرہم سے ہے۔

تدریس:

ابھی آپ جامعہ دار العلوم کراچی میں دورۂ حدیث کے طالبعلم تھے، آپ کو دار العلوم ہی میں خارجی اوقات میں تجوید کی تدریس سپرد کر دی گئی (کیونکہ دورانِ سال حضرت قاری فضل الٰہی صاحب دار العلوم چھوڑ کر اوّلاً سعودیہ بعد ازاں افریقہ چلے گئے تھے) دورۂ حدیث کے بعد حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے آپ کو تجوید وقراء ات کی تدریس کے لئے باقاعدہ استاذ مقرر فرما دیا، تین سال دار العلوم میں تدریسی خدمات سرانجام دیں، بعد ازاں دار العلوم میں شعبۂ تجوید وقراء ات کے موقوف ہو جانے کے بعد، تین سال تک حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ کے مدرسہ (اٹک) میں تدریس فرمائی، مولاناؒ کے انتقال کے بعد آپ دار العلوم الاسلامیہ لاہور تشریف لائے اور دو سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں، وہاں کے نامساعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات کی وجہ سے مشورہ کے لئے حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مختلف مدارس سے تدریس کی پیشکش تھی، حضرتؒ نے دارالعلوم کراچی ہی میں پڑھانے کا فرمایا، جب کہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ کی عرصہ سے یہی خواہش تھی اور ان کے پیغامات بھی آتے رہتے تھے چنانچہ ۱۴۰۲ھ سے مسلسل دارالعلوم ہی میں تدریس چل رہی ہے، آپ سے ماشاءاللہ سینکڑوں طلبہ نے کسبِ فیض کیا (اس وقت آپ شاطبیہ ،درہ، رائیہ، طیبۃ النشر کا) درس دے رہے ہیں، اور بیسیوں طلبہ مستفید ہورہے ہیں، اور (۱۴۳۱ھ) صرف شاطبیہ (سبعہ) پڑھنے والے طلبہ ۸۵ (پچاسی) اور درّہ (ثلاثہ) پڑھنے والے ۱۶ (سولہ)، اور عشرہ کبریٰ پڑھنے والے ۹ (نو) طلبہ ہیں۔

معروف تلامذہ:

آپ کے معروف تلامذہ میں حضرت مولانا راحت علی ہاشمی صاحب مدظلہم، مولانا حسین قاسم صاحب مدظلہم، قاری محمد اسحاق صاحب، مولانا قاری مبارک شاہ صاحب، قاری اسماعیل صاحب (قطر)، قاری عصام الدین صاحب (قطر)، قاری محبت اللہ صاحب، قاری سلیم اللہ صاحب شامل ہیں۔

علمی ذوق:

آپ انتہائی وسیع المطالعہ شخصیت ہیں اور مطالعے کا ذوق اور وسعت صرف علمِ قراءات، علوم القرآن، رسم اور تجوید تک محدود نہیں بلکہ علمِ حدیث، علمِ تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ وغیرہ کا بھی گہرا مطالعہ ہے، لاکھوں روپے کی سینکڑوں کتابوں پر مشتمل آپ کی ذاتی لائبریری (جس سے دوسرے اہلِ علم بھی استفادہ کرتے ہیں) آپ کے علم دوست ہونے کی بڑی دلیل ہے، حق تعالیٰ نے آپ کو قوتِ حافظہ کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے، جس کی وجہ سے آپ ماشاءاللہ خود بھی چلتا پھرتا کتب خانہ ہیں۔

دعوت وتبلیغ:

دل موہ لینے والی آپ کی تلاوتِ کلامِ پاک جو مختلف محافل میں آپ کرتے ہیں مستقل دعوتِ قرآنی ہے، علاوہ ازیں آپ ایک منجھے ہوئے خطیب بھی ہیں، زبان پُر اثر کے ساتھ، پُر سوز دل سے بھی حق تعالیٰ نے نوازا ہے، اندرون وبیرون ملک آپ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیانات کا سلسلہ چلتا رہتا ہے، طویل عرصہ سے جمعہ کی خطابت بھی فرما رہے ہیں۔

بیعت وخلافت:

آپ نے علوم ظاہرہ کے ساتھ ساتھ علوم باطنہ سے بھی وافر حصہ پایا ہے، سب سے پہلے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفیؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا، ان کی وفات کے بعد حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم سے تعلق ہوا، حضرت مدظلہم نے کچھ عرصہ قبل خلافت سے سرفراز فرمایا، جبکہ حضرت حاجی محمد عثمان صاحب (خلیفہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ وحضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ) نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا تھا۔

مزاج ومذاق:

آپ کی طبیعت سنت کے سانچے میں ایسی ڈھلی ہوئی ہے کہ آپ ایک عظیم نامور قاری، باصلاحیت عالم اور شیخ طریقت ہونے کے باوصف، انتہائی متواضع، منکسر المزاج اور سراپا شفقت ہیں، خصوصاً طلبہ کے ساتھ آپ کی شفقت انتہائی مثالی ہے، اکابر کی روایات کے امین ہیں، خصوصاً حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی تعلیمات کا آپ پر خاص اثر ہے۔

اسفار:

حضرت کے اندرونِ ملک اسفار تو رہتے ہی ہیں، بارہا بیرونِ ملک کے سفر بھی فرمائے، حرمین شریفین کے ساتھ آپ کا تعلق بڑا والہانہ ہے، اور حق تعالیٰ نے بھی آپ کو حرمین شریفین کی حاضری سے خوب نوازا ہے، چنانچہ آپ نے دس حج ادا کئے ہیں اور سینتیس ۳۷ مرتبہ عمرہ کی غرض سے حرمین شریفین کا سفر بھی نصیب ہوا ہے، علاوہ ازیں صد سالہ جلسۂ دستار بندی میں دیوبند بھی تشریف لے گئے، اور ختم نبوت کے جلسوں میں شرکت کیلئے سات مرتبہ برطانیہ بھی تشریف لے گئے، اور ایک مرتبہ آپ نے یمن، صنعاء کا بھی سفر فرمایا ہے۔

امسال ذوالقعدة میں آپ کو دل کی تکلیف ہوئی، اور ڈاکٹروں نے بائی پاس تجویز کیا، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کامیاب ہوا، اور آپریشن کے باوجود حضرت نے امسال تمام اسباق مکمل کرائے، حق تعالیٰ حضرت والا کا سایہ تادیر عزت وعافیت سے سلامت رکھے (آمین)۔

❊❊❊

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تلخیص
جمال القرآن (عربی)

القسم العربی کے طلبہ کیلئے بہترین تحفہ

افادات:
حضرت قاری عبدالمالک صاحب مدظلہم

مرتب:
مولانا محمد محبوب صاحب مدظلہ

عدّ الآیات

قرآن کریم کی آیات کی تعداد پر
ایک عمدہ کاوش

افادات:
حضرت قاری عبدالمالک صاحب مدظلہم

مرتب:
خلیل الرحمٰن

تلخیص الفوائد المکیۃ
(عربی)

القسم العربی کے طلبہ کیلئے انمول تحفہ

افادات:
حضرت قاری عبدالمالک صاحب مدظلہم

مرتب:
خلیل الرحمٰن